بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رمضان کا استقبال کیسے کریں؟

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، ہر طرف مومن کے اندر اس کے تئیں اظہار مسرت ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کا انتظار مومن آدمی سال بھر کرتا ہے کیونکہ یہ
نیکی، برکت، بخشش، عنایت، توفیق، عبادت، زہد، تقوی، مروت، خاکساری، مساوات، صدقہ وخیرات، رضائے مولی، جنت کی بشارت، جہنم سے گلوخلاصی کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مقدس میں مومن کے اندر فکر آخرت کے ذریعہ رب سے ملاقات کی خواہش بیدار ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اس قدر پاکیزہ و محترم مہینہ۔ یہ رب کی طرف سے اس پر ایمان لانے والوں کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ اب ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس ماہ عظیم الشان کا کیسے استقبال کریں اور کس عمدگی سے اس مہینے کے فیوض و برکات سے اپنے دامن کو نیکیوں کے موتی بھر لیں؟

رمضان کا استقبال کیسے کریں؟

اپنے ذہن میں ذرا تصور پیدا کریں کہ جب آپ کے گھر کسی اعلی مہمان کی آمد ہوتی ہے تو آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ کا جواب ہوگا۔ ہم بہت ساری تیاریاں کرتے ہیں۔ گھر آنگن کو خوب سجاتے ہیں، خود بھی ان کے لئے زینت اختیار کرتے ہیں، پورے گھر میں خوشی کا ماحول ہوتا ہے، بچوں کے لب پہ نغمے، چہرے پہ خوشی کے آثار ہوتے ہیں۔ مہمان کی خاطر تواضع کے لئے ان گنت پر تکلف سامان تیار کئے جاتے ہیں۔ جب ایک مہمان کے لئے اس قدر تیاری تو مہمانوں میں سب سے اعلی اور رب کی طرف سے بھیجا ہوا مہمان ہو تو اس کی تیاری کس قدر پرزور ہونی چاہئے؟ آیئے اس تیاری سے متعلق آپ کے لئے ایک مختصر خاکہ پیش کرتا ہوں۔

(1) عظمت کا احساس

رمضان کا مہینہ بیحد عظیم ہے، اس کی عظمت کا احساس اور قدر و منزلت کا لحاظ آمد رمضان سے قبل ہی ذہن و دماغ میں پیوست کرلیا جائے تاکہ جب رمضان میں داخل ہوں تو غفلت، سستی، بے اعتنائی، ناقدری، ناشکری، احسان فراموشی اور صیام و قیام سے بے رغبتی کے اوصاف رذیلہ نہ پیدا ہوں۔

یہ اتنی عظمت وقدر والا مہینہ ہے کہ اس کی ایک رات کا نام ہی قدر و منزلت ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (1) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (2) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (3) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (4) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (5) (سورة القدر)

ترجمہ: بیشک ہم نے قرآن کو لیۃالقدر یعنی باعزت وخیر وبرکت والی رات میں نازل کیا ہے۔اور آپ کو کیا معلوم کہ لیۃالقدر کیا ہے۔لیۃالقدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس رات میں فرشتے اور جبریل روح الامین اپنے رب کے حکم سے ہر حکم لے کر آترتے ہیں۔وہ رات سلامتی والی ہوتی ہے طلوع فجر تک۔

آپ یہ نہ سمجھیں کہ رمضان کی ایک رات ہی قدر کی رات ہے بلکہ اس کا ہر دن اور ہر رات قدر و منزلت کا حامل ہے۔

(2)نعمت کا احساس

رمضان جہاں رب کا مہمان ہے وہیں اس کی طرف سے ایک عظیم نعمت بھی ہے۔عام طور سے انسان کو اس نعمت کا احساس کم ہی ہوتا ہے جو حاصل ہو جاتی ہے لیکن جو نہیں مل پاتی اس کے لئے تڑپتا رہتا ہے۔ایک بینا کو آنکھ کی نعمت کا احساس کم ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال فلم بيني اور برائی کے مشاہدے میں کرتا ہے۔اگر اسے یہ احساس ہو کہ یہ رب کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہئے تو کبھی اپنی آنکھ سے برائی کا ادراک نہ کرے۔بینا کی بنسبت اندھے کو آنکھ کی نعمت کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔یہ فرق ایمان میں کمی کا سبب ہے۔جس کا ایمان مضبوط ہوگا وہ ہر نعمت کی قدر کرے گا ۔ایمان کا تقاضہ ہے کہ ہم رمضان جیسے مقدس مہینے کی نعمت کا احساس کریں۔اور اس احساس کا تقاضہ ہے کہ اس نعمت پہ رب کی شکر گذاری ہو جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ(ابراهيم: 7)

ترجمہ: اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کروگے, تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اللہ کا فرمان ہے: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُواْ نِعْمَةَ اللّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّواْ قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ، جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ{ابراہیم :28-29}

ترجمہ: کیا آپ نے انکی طرف نظر نہیں ڈالی جنھوں نے اللہ تعالی کی نعمت کے بدلے ناشکری کی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا، یعنی جہنم میں جسمیں یہ سب جائیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

نعمت میں رمضان جیسا مہینہ نصیب ہونے کی بھی نعمت ہے اور صحت وتندرستی اس پہ مستزاد ہے۔ان نعمتوں کا احساس کیوں نہ کریں ، کہ ان نعمتوں کے بدلے ہمیں ہرقسم کی نیکی کی توفیق ملتی ہے ۔ روزہ، نماز، صدقہ، خیرات، دعا، ذکر، انابت الی اللہ، توبہ، تلاوت، مغفرت، رحمت وغیرہ ان نعمتوں کی دین ہے۔

(3) انابت الی اللہ

جب ہم نے اپنے دل میں مہمان کی عظمت بحال کرلی، اس عظیم نعمت کی قدر ومنزلت کا بھی احساس کرلیا تو اب ہمارا یہ فریضہ بنتا ہے کہ دنیا سے رخ موڑ کے اللہ کی طرف لوٹ جائیں۔"انابت الی اللہ"عظمت اور نعمت کے احساس میں مزید قوت پیدا کرے گی۔اللہ کی طرف لوٹنا صرف رمضان کے لئے نہیں ہے بلکہ مومن کی زندگی ہمیشہ اللہ کے حوالے اور اس کی مرضی کے حساب سے گذرنی چاہئے۔یہاں صرف بطور تذکیر ذکر کیا جارہاہے کہ کہیں ایسا نہ ہو بندہ رب سے دور ہوکر روزہ کے نام پہ صرف بھوک اور پیاس برداشت کرے۔اگر ایسا ہے تو روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔پہلے رب کی طرف لوٹیں، اس سے تعلق جوڑیں اور اس کو راضی کریں پھر ہماری ساری نیکی قبول ہوں گی۔

انابت الی اللہ سے میری مراد، ہم رب پر صحیح طور ایمان لائیں، ایمان باللہ کو مضبوط کریں، عبادت کو اللہ کے لئے خالص کریں، رب پہ مکمل اعتماد کریں، اللہ کو سارے جہاں کا حاکم مانیں، خود کو اس کا فقیر اور محتاج جانیں، کسی غریب ومسکین کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں، ناداروں کی اعانت کریں، بیماری ومصیبت میں اسی کی طرف رجوع کریں۔یہ ساری باتیں انابت الی اللہ میں داخل ہیں۔بہت سے لوگ ہیں جو نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، لمبے لمبے قیام اللیل کرتے ہیں مگر غیر اللہ کو پکارتے ہیں، اللہ کو چھوڑ کو اوروں کو مشکل کشا سمجھتے ہیں۔بیماری اور مصیبت میں مردوں سے استغاثہ کرتے ہیں۔ان لوگوں کا روزہ کیسے قبول ہوگا؟ گویا ایسے عقیدے والوں کا مکمل رمضان اور اس کی نیکیاں ضائع ہوگئیں۔اللہ تعالی کا فرمان لاریب ہے۔

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الزمر:65)

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تونے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔

اس لئے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں۔

(4)پیش قدمی

اس کے دو پہلو ہیں۔(الف) منکر سے اجتناب (ب) معروف کی رغبت

(الف) منکر سے اجتناب: رمضان کے استقبال میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ ہم پہلے اپنے گذشتہ گناہوں سے سچی توبہ کریں اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم کرلیں۔ دیکھا جاتا ہے لوگ ایک طرف نیکی کرتے ہیں تو دوسری طرف بدی کرتے ہیں۔ اس طرح اعمال کا ذخیرہ نہیں بن پاتا بلکہ بدی کے سمندر میں ہماری نیکیاں ڈوب جاتی ہیں۔ ویسے بھی ہمارے پاس نیکی کی کمی ہے وہ بھی ضائع ہو جائے تو نیکی کرنے کا فائدہ کیا؟ اس لئے نیکی کو اگر بچانا چاہتے ہیں اور رمضان المبارک کی برکتوں، رحمتوں، نعمتوں، بخششوں اور نیکیوں کو بچانا چاہتے ہیں تو بدی سے مکمل اجتناب کرنا پڑے گا۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ (التوبة:53)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ تم خوشی یا ناخوشی کسی بھی طرح خرچ کرو قبول تو ہرگز نہ کیا جائے گا، یقیناً تم فاسق لوگ ہو۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی فسق وفجور اور ناپسندیدگی سے خرچ کرنے کی وجہ سے صدقہ کو قبول نہیں کرتا۔

اور حدیث میں ہے صحابہ بیان کرتے ہیں:

كنا معَ بُرَيدَةَ في يومٍ ذي غَيمٍ، فقال: بَكِّروا بالصلاةِ، فإن النبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال: مَن ترَك صلاةَ العصرِ حَبِط عملُه(صحيح البخاري:594)

کہ ہم لوگ بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی غزوۂ میں بارش والے دن تھے تو انہوں نے کہا کہ نماز عصر جلدی پڑھو، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص عصر کی نماز چھوڑ دے تو اس کا (نیک) عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

جو آدمی عبادت بھی کرے اور گناہ کا کام بھی کرے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا نیک عمل مردود ہے۔"اِنَّ الصَّلَاۃَ تَنْہَی عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنکَرِ "(العنکبوت :45)

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز بے حیائی و برائی کے کام سے روکتی ہے تو جو نماز یا روزہ بے حیائی سے نہ روکے وہ اللہ کے یہاں قابل رد ہے۔

(ب) معروف کی رغبت

رمضان بھلائی کمانے کے واسطے ہے، اللہ تعالی مومنوں کو متعدد طریقے سے اس مہینے میں بھلائی سے نوازتا ہے، ہمیں ان بھلائیوں کے حصول کی خاطر رمضان سے پہلے ہی کمربستہ ہو جانا چاہئے اور مواقع حسنات سے مستفید ہونے کے لئے برضاورغبت ایک خاکہ تیار کرنا چاہئے تاکہ ہر قسم کی بھلائیاں سمیٹ سکیں۔ سمجھ کر قرآن پڑھنے کا اہتمام (کم از کم ایک ختم)، پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نفلی عبادات، صدقہ وخیرات، ذکر واذکار، دعاومناجات، طلب عفو ودرگذر، قیام اللیل کا خاص خیال، روزے کے مسائل کی معرفت بشمول رمضان کے مستحب اعمال، دروس وبیانات میں شرکت، اعمال صالحہ پہ محنت ومشقت اور زہدوتقوی سے مسلح ہونے کا مکمل خاکہ ترتیب دیں اور اس خاکے کے مطابق رمضان المبارک کا روحانی ومقدس مہینہ گذاریں۔

رمضان میں ہر چیز کا ثواب دوچند ہو جاتا ہے اور روزے کی حالت میں کار ثواب کرنا مزید اضافہ حسنات کا باعث ہے، اس لئے اس موسم میں معمولی نیکی بھی گرانقدر ہے خواہ مسکواک کی سنت ہی کیوں نہ ہو۔ ہر نماز کے لئے مسکواک کرنا، اذان کا انتظار کرنا بلکہ پہلے سے مسجد میں حاضر رہنا، تراویح میں پیش پیش رہنا، نیکی کی طرف دوسروں کو دعوت دینا، دروس ومحاضرات کا اہتمام کرنا، منکرات کے خلاف مہم جوئی کرنا اور صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے جدوجہد کرنا سبھی ہمارے خاکے کا حصہ ہوں۔

(5)بہتر تبدیلی

استقبال رمضان کے لئے خود کو مکمل تیار کریں، نیکی کا جذبہ وافر مقدار میں ہو اور اپنے اندر اچھائی کے تئیں ابھی سے ہی بدلاؤ نظر آئے۔ پہلے سے زیادہ سچائی اور نیکی کی راہ اختیار کرے۔ رمضان چونکہ رمضان ہے اس لئے اس سے قبل ہی بہتری کا اظہار شروع ہونے لگ جائے۔ تقوی کے اسباب اپنائے اور خود کو متقی انسان بنانے پہ عبادت کے ذریعہ جہد

کرنے کا مخلصانہ جذبہ بیدار کرے۔ یہاں یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ اپنے اندر بہتری پیدا کرنے کی خوبی اور خاصہ صرف رمضان کے لئے نہیں بلکہ سال بھر کے لئے پیدا کرے ۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو رمضان کے نمازی ہوا کرتے ہیں اور رمضان رخصت ہوتے ہی نماز سے بلکہ یہ کہیں اللہ سے ہی غافل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ابھی سے ہی یہ راہ مہیار ہے کہ اچھائی کے لئے بدلاؤ مہینہ بھر کے لئے نہیں سال بھر بلکہ زندگی بھر کے لئے ہو۔ اسی طرح کا بدلاؤ رمضان کے سارے اعمال کو اللہ کے حضور شرف قبولیت سے نوازے گا اور آپ کی اخروی زندگی کو بہتر سے بہتر کرے گا۔

آخری پیغام

رمضان کے استقبال کے لئے کوئی خاص دعا، خاص عبادت وروزہ یا کوئی مخصوص ومتعین طریقہ شریعت میں وارد نہیں ہوا ہے۔ حدیث میں رمضان کے استقبال میں ایک دو دن پہلے کا روزہ رکھنا منع ہے۔ لہذا دین میں کسی طرح کی بدعت کے ارتکاب سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

اللہ تعالی ہمیں رمضان کا بہترین استقبال کرنے، اس مہینے سے ہر طرح کا فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کرے اور رمضان میں بکثرت اعمال صالحہ انجام دینے کی توفیق دے اور ان اعمال کو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

رمضان کی آمد کی خوشخبری دینا

سوشل میڈیا پر بڑے پیمانے پر یہ خبر عام کی جارہی ہے اور اسے رمضان المبارک کا مبارک میسج سمجھ کر عوام بھی بڑے پیمانے پر شیئر کی جارہی ہے۔وہ میسج اس طرح سے ہے۔

((مبارک ہو مئی کی فلاں تاریخ کو رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔

حضرت محمدؐ نے ارشاد فرمایا! جس نے سب سے پہلے کسی کو رمضان کی مبارک دی اس پر جنت واجب ہوگئی ایک بار درود پاک پڑھ کر آگے شیئرز کریں۔))

یہ میسج لوگوں میں اس قدر شیئر کیا گیا کہ عربی بولنے والے بھی اس سے متاثر ہوگئے اور عربی زبان میں بھی اس کا مفہوم بیان ہونے لگا،وہ اس طرح سے ہے۔

((من أخبر بخبر رمضان أولا حرام علیہ نار جھنم))

یعنی جس نے سب سے پہلے رمضان کی خبر دی اس پر جہنم کی آگ حرام ہوگئی۔

اس عربی عبارت کو لوگوں نے حدیث رسول سمجھ لیا جبکہ کسی نے وہی اردو والی بات عربی میں ترجمہ کردیا تھا یا یہ بھی ممکن ہو کہ کسی عربی بولنے والے نے پہلے عربی زبان میں اس بات کو گھڑ کر پھیلایا ہو اور پھر اسے اردو ہندی اور دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہو۔بہر کیف !اتنا تو طے ہے کہ یہ میسج بہت ہی گردش میں ہے تبھی تو کئی زبانوں میں یہ بات مشہور ہوگئی۔

اس میسج کے متعلق میں لوگوں کو چند باتوں کی خبر دینا چاہتا ہوں۔

پہلی بات: یہ میسج جھوٹا ہے اسے کسی بے دین ملحد نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور ہمارے ایمان وعقیدے کو خراب کرنے کے لئے مسلمانوں کے درمیان شیئر کررہا ہے۔یاد رکھئے جو کوئی نبی ﷺ کی طرف جھوٹی بات گھڑ کر منسوب کرتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے،نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَي مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ (صحيح البخاري:1291،صحيح مسلم:933) .

ترجمہ:جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اور جو بلا تحقیق کوئی بات آنکھ بند کر کے شیئر کرتے چلے جاتے ہیں وہ بھی اس جھوٹے کے جھوٹ میں شامل ہو جاتے ہیں ۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

كفى بالمرءِ كذبًا أن يُحَدِّثَ بكلِّ ما سمِع (مقدمه صحيح مسلم)

ترجمہ: کسی انسان کے جھوٹا اور ایک روایت کے مطابق گناہگار ہونے کیلیئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کر دے۔

اس لئے مسلمانوں کو سوشل میڈیا پہ آئی چیزوں کی پہلے تحقیق کر لینی چاہئے پھر اس کے بعد فیصلہ کرنا چاہئے کہ ایا یہ خبر سچی یا جھوٹی؟ تحقیق سے جو بات سچی ثابت ہو جائے اسے ہی شیئر کریں اور جس کے متعلق آپ کو معلوم نہیں یا تحقیق سے جھوٹا ہو ناثابت ہو گیا تو اسے ہر گز ہر گز کسی کو نہ بھیجیں۔

دوسری بات: دین کے متعلق خوشخبری سنانے والا صرف اور صرف اللہ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبر ہی کسی کو ڈرا سکتے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الاحزاب:45)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس لئے کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کوئی بات گھڑ کر اس پر خوشخبری سنائے۔ بہت سارے میسج میں لکھا ہوتا ہے کہ یہ میسج بیس لوگوں کو بھیجو تو مالا مال ہو جاؤ گے اور اگر نہیں بھیجا تو فقیر بن جاؤ گے۔ دوسرا فقیر ہو نہ ہو جھوٹا میسج گھڑنے والا نیکی ضائع کر کے خود فقیر و قلاش ہو گیا۔ ایسے فقیروں کا میسج بھیج آپ بھی فقیر نہ بنیں۔ اور آج سے یہ طے کر لیں کہ بیس آدمی، تیس آدمی کو بھیجنے والی ہر بات جھوٹی ہے۔

تیسری بات: جنت و جہنم اللہ کی طرف سے ہے، نبی ﷺ صرف ہمیں خبر دینے والے تھے جو بذریعہ وحی آپ کے پاس آتی تھی کہ فلاں جنتی ہے، فلاں کام کرنے پر جنت ہے، فلاں کام کرنے والا جہنم رسید ہو گا۔ جب نبی ﷺ کو یہ اختیار نہیں تھا تو جو لوگ جھوٹی بات گھڑ پر جنت کی بشارت یا جہنم کی خبر دیتے ہیں کتنے بڑے مجرم ہیں؟ آپ ایسے مجرموں کی جھوٹی خبریں شائع کر کے اس کے بدترین جرم میں شمولیت اختیار نہ کریں۔

چوتھی اور آخری بات : آج کل سوشل میڈیا پہ اسلام کی غلط ترجمانی کی جارہی ہے ، طرح طرح سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈے کئے جارہے ہیں، قرآن وحدیث کا نام لیکر ہمیں دھوکا دیا جارہا ہے، جھوٹی باتوں کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کرکے پھیلائی جارہی ہیں، اس لئے ہمیں بہت محتاط رہنا ہے اور اسلام کے خلاف ہورہی غلط ترجمانیوں کا سدباب کرنا ہے۔ ہم سدباب کرنے کے بجائے پروپیگنڈے کو مزید ہوا دینے لگ جاتے ہیں۔ نبی ﷺ کی طرف منسوب کوئی خبر یا اسلام اور قرآن وحدیث سے متعلق کوئی بھی بات بغیر تحقیق کے آگے شیئر نہ کریں اور نہ ہی آپ کوئی ایسی بات اپنی طرف سے لکھ کر پھیلائیں جس کے متعلق آپ کو صحیح سے معلوم نہیں، وہی بات لکھیں جو متحقق طور پر آپ کو معلوم ہے اور ساتھ میں مکمل حوالہ درج کریں تاکہ دوسروں کے لئے اس بات کی تحقیق کرنا آسان رہے۔

رمضان سے متعلق بعض غلط فہمیوں کاازالہ

رمضان المبارک سے متعلق احکام ومسائل جستہ جستہ قسطوں کی شکل میں آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا رہوں، ان شاءاللہ۔ان میں تقریبا رمضان المبارک کے اکثراحکام ومسائل آجائیں گے۔ بروقت پوائنٹ کی شکل میں رمضان سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ کردیتا ہوں تاکہ ان باتوں کی حقیقت ہمیں پہلے سے معلوم رہے اور اپنے علاوہ دوسروں کو بھی ان سے آگاہ کریں گے۔

(1) پہلی بات یہ ذہن نشیں رہے کہ رمضان کااستقبال کرنے کی کوئی مخصوص دعایا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے اور نہ ہی استقبال رمضان میں اس سے ایک دودن پہلے روزہ رکھناثابت ہے بلکہ ممانعت کی حدیث آئی ہے۔

(2) رمضان کا چاند دیکھنا ہر ایک کو ضروری نہیں ہے ،چند نے دیکھ لیا تو کافی ہے ،اسی طرح بااعتماد خبروں کے ذریعہ رمضان کے چاند کا ثبوت ملنے پر روزہ رکھاجائے گا۔

(3) لوگوں کے اندر یہ غلط فہمی ہے کہ روزہ رکھنے کی کوئی مخصوص دعاہے جبکہ ایسی کوئی بات نہیں بلکہ روزہ رکھنے کے لئے صرف نیت کی ضرورت ہے جو سحری کھانے سے پہلے پہلے کسی بھی وقت کرسکتے ہیں اور سحری کھانا مسنون ہے۔

(4) بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں احتلام ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتاہے۔اس وجہ سے اگر کسی کو دن میں احتلام ہو جائے تو اپنا روزہ توڑلیتا ہے جو کہ بہت بڑی غلطی ہے۔احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔احتلام ہونے پہ غسل کرلے بس۔

(5) بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں سحری نہیں کھائی جاتی۔ یہ بھی غلط ہے۔ ناپاکی کی حالت میں بھی سحری کھاسکتے ہیں تاہم فجر سے پہلے غسل کرلے تاکہ جماعت سے فجر کی نماز پڑھ سکے۔

(6) روزے کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا منع ہے۔ ہنسی مذاق کرنا، بوسہ لینا بشرطیکہ جماع میں واقع ہونے کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔ رات میں بیوی سے جماع کرسکتے ہیں۔

(7) روزے کی حالت میں عورت اپنے بچے کو دودھ پلاسکتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے عورتوں کو روزہ رکھنے سے بچے کو یاخود کو نقصان نہ ہو تو وہ روزہ بھی رکھ سکتی ہیں۔

(8)بغیر نماز ادا کئے بھوک پیاس برداشت کرنے والے سمجھتے ہیں ہمارا بھی روزہ صحیح ہے جبکہ نماز کی ادائیگی نہ کرنے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا۔ہاں بغیر تراویح پڑھے روزہ درست ہے مگر چونکہ رمضان میں قیام اللیل کا ثواب بہت ہی زیادہ ہے اس لئے تراویح کا بھی خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

(9)رمضان میں اگر کوئی شادی کرنا چاہئے تو کوئی حرج نہیں ،بحالت روزہ بیوی سے مباشرت منع ہے ،رات میں اجازت ہے۔

(10)روزہ میں بغیر طاقت والا انجکشن،کان اور آنکھ کا قطرہ استعمال کر سکتے ہیں اسی طرح کم اثر والا پیسٹ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ عمل رات تک مؤخر کرلے تو بہتر ہے البتہ ناک کے قطرہ کے متعلق اختلاف ہے اسے بھی رات تک مؤخر کرلیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

(11)روزے کی حالت میں اجنبی لڑکی سے بات کرلی یا فلم دیکھ لیا، گانا سن لیا،تاش کھیل لیا یا کرکٹ وغیرہ میں وقت ضائع کردیا تو ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر اجنبی لڑکی سے بات کرنا، فلم دیکھنا اور گانا سننا حرام ہے اور یہ نہ صرف روزے کی حالت میں منع ہیں بلکہ عام دنوں میں بھی منع ہیں اور وقت کو ضائع کرنے والے کاموں مثلاً تاش اور کرکٹ وغیرہ سے بچنا بہتر ہے تاکہ فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔اگر یہ کام شرط والا ہو تو حرام ہے۔

(12)بحالت روزہ تھوک نگلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر بلغم باہر پھیک دے کیونکہ اس میں بیماری ہے،اسی طرح روزہ میں خون نکلنے سے یا انجانے میں حلق میں کچھ چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(13)بعض خواتین یہ تصور کرتی ہیں کہ روزے میں حجاب میں نہ رہنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔یہ بھی غلط ہے۔ ہم یہ کہیں گے کہ خاتون کے لئے حجاب رمضان اور غیر رمضان ہمیشہ ضروری ہے ، بے پردگی کا تعلق روزہ ٹوٹنے سے نہیں ہے۔

(14)رمضان میں عام طور سے لوگوں کے کردار سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اچھائی کا تعلق محض رمضان سے ہی ہے۔حالانکہ اچھائی ہمیشہ اچھائی ہے اور برائی ہمیشہ برائی ہے۔اس لئے مسلمانوں کو رمضان کے بعد بھی رمضان کی طرح ہی اچھائی کی طرف رغبت اور برائی سے بے اعتنائی ہونی چاہئے۔

(15)سگریٹ نوشی فعل حرام کے ساتھ روزہ کے بطلان کا بھی سبب ہے کیونکہ اس کا اثر معدے تک جاتا ہے۔

(16)سورج ڈوبنے کے بعد افطاری میں احتیاط کرنا سراسر شریعت کی خلاف ورزی ہے۔یہ غلطی احناف وبریلوی کے یہاں پائی جاتی ہے۔

(17)لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ افطار کے وقت بندے اور رب کے درمیان کا پردہ اٹھادیا جاتا ہے۔اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔یہ کسی صحیح حدیث میں مذکور نہیں۔

(18)تراویح کی نماز میں ہر دو رکعت پہ بلند آواز سے کوئی خاص ذکر پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(19)یہ بات بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے رمضان میں فوت ہونے سے حساب وکتاب نہیں ہوتا اور وہ بلاحساب جنت میں چلاجاتا ہے۔ایک حدیث اس طرح کی آتی ہے کہ جو اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھے اور اسی حالت میں مرجائے تو جنت میں داخل ہوگا۔(احمد:22813)

(20)بعض لوگ زکوۃ دینے کے لئے رمضان کا انتظار کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں ہے۔زکوۃ کا تعلق نصاب اور سال پورا ہونے سے ہے۔نصاب تک پہنچنے کے بعد جونہی سال پورا ہوجائے زکوۃ ادا کردے اس کے لئے تاخیر کرنا اور رمضان کا انتظار کرنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر رمضان میں سال پورا ہوتا ہو یا شوال میں تو کچھ پیشگی زکوۃ دی جاسکتی ہے ۔ہاں اس مہینے میں کثرت سے صدقہ دے سکتے جیساکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

(21)ستائیسویں کی رات صدقہ کرنا بعض کے یہاں مختص ہے۔اس کا معنی ہوا کہ ستائیسویں کی رات ہی شب قدر ہے جبکہ یہ رات ہر سال منتقل ہوتی رہتی ہے۔کبھی 21، کبھی 23، کبھی 25، کبھی 27 اور کبھی 29 کی رات ہوتی ہے۔ان راتوں میں طاعات کے کام کرنا بڑے اجر کا کام ہے۔طاعت کے کاموں میں صدقہ بھی ہے لہذا بغیر 27 کی رات مختص کئے ان سبھی راتوں میں صدقہ وخیرات کرے تاکہ شب قدر پانے کا امکان ہو۔

(22)رمضان کے آخر میں ہر جگہ اور ہر کس وناکس کی زبان پہ یہ جملہ عام ہوتا ہے کہ امسال فطرانہ کتنا روپیہ ہے؟ گویالوگوں نے رقم کو ہی فطرانہ سمجھ رکھا ہے اور انہیں گائیڈ کرنے والے علماء بھی ایسے ہی ہیں جو پہلے سے کلکولیٹر سے حساب کئے بیٹھے ہوتے ہیں۔فطرانے کی اصل فی کس ڈھائی کلو اناج ہے۔فطرہ دینے والا کھانے کے کسی بھی اناج سے ڈھائی کلو دے سکتا ہے۔ایک ریٹ لگانے والے علماء کو اناج کے بجائے روپیہ نکالنے اور ایک مخصوص اناج کا ریٹ

فکس کرنے کا کس نے اختیار دیا ہے ؟ علماء کو چاہئے کہ لوگوں کو فطرانے کی حقیقت بتائیں تاکہ فطرانہ لینے اور دینے والے تمام لوگوں کو آسانی ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ بوقت ضرورت فطرانے کی رقم بھی نکالی جاسکتی ہے۔

روزہ کے جدید طبّی مسائل

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں انسانوں کی ہر قسم کی رہنمائی موجود ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی دیگر قوموں کے مقابلے میں بہتر اور واضح ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ جب کسی مسلمان کو شعبہ حیات سے متعلق کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو اس کا حل قرآن وحدیث میں مل جاتا ہے۔ آج زمانہ کافی ترقی کر گیا ہے، آج سے محض پچاس سال پہلے بہت ساری چیزیں ناپید تھیں مگر سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی نے انسانوں کو بے شمار دریافت سے متعارف کیا، زندگی کے مختلف شعبہ جات میں آسانیاں فراہم کی، علاج ومعالجہ کے نئے نئے دروازے کھولے۔ بہت سارے امراض جو کل تک لاعلاج سمجھے جاتے تھے یا ان کا علاج مشکل ترین مراحل سے گزر کر کامیاب ہوا کرتا تھا آج ان میں بڑی سہولت اور ترقی آگئی ہے۔ اسلام سائنس وترقی کے مخالف نہیں ہے، وہ جدید وسائل کو اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے جو شرعا اسلام سے متصادم نہ ہوں۔ علاج کے معاملے میں حرام چیزوں سے معالجہ کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر معالجہ حرام شی کی ملاوٹ سے پاک ہو تو ہر قسم کے وسائل وادویہ کا استعمال جائز ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے انتہائی پر مسرت اور بے پناہ فیوض وبرکات کا حامل ہے، اس وجہ سے اس ماہ مبارک میں مسلم قوم دینی اعتبار سے دیگر تمام مہینوں کے مقابلے میں زیادہ محتاط، چاق وچوبند، دینی غیرت وحمیت سے لبریز، اجر وثواب کے حصول کا خواہاں، نیکی کی طرف سبقت کرنے والی اور اللہ کی خوشنودی کے لئے دن میں روزہ رکھنے والی اور راتوں کو قیام اللیل سے منور کرنے والی نظر آتی ہے۔

جب سائنس و ٹکنالوجی نے زمانے کو نت نئی ترقیات اور برقی ایجادات واکتشافات سے متعارف کرایا تو مسلمانوں کو ان کے متعلق شرعی حیثیت جاننے کی ضرورت پڑی، اس مختصر مضمون میں طب سے متعلق جدید مسائل کا شرعی موقف بیان کیا گیا ہے جن سے ایک مسلمان کو خصوصا مریض کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(1) مسواک اور ٹوتھ برش وپیسٹ:

روزہ دار کے لئے رات ودن کے کسی حصے میں مسواک کرنا سنت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب (رواہ البخاری)

ترجمہ: مسواک سے منہ صاف ہوتا ہے اور اللہ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

شیخ ابن عثیمینؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسواک کا مزہ اور اثر تھوک میں آجائے تو روزہ دار کو چاہئے کہ تھوک اور ذائقہ نہ نگلے ۔(فتاوی الصیام)

البتہ ٹوتھ برش اور پیسٹ کا استعمال کرتے وقت ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پیسٹ قوی الاثر ہے یا غیر قوی الاثر، کیونکہ بازار میں موجود پیسٹ دونوں طرح کی ہیں۔

☆ اگر پیسٹ قوی الاثر ہو یعنی اس کا اثر معدہ تک پہنچتا ہو تو ایسی پیسٹ استعمال نہ کی جائے۔

☆ اور اگر پیسٹ کا اثر معدہ تک نہیں پہنچتا ہو صرف حلق تک محدود رہتا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(2) قطرات کا استعمال (Drops):

ضرورت کے تحت آنکھ اور کان میں قطرات (Drops) ڈالنا کوئی حرج کی بات نہیں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ جو قطرات آنکھ یا کان میں ڈالے جاتے ہیں ان کا اثر معدہ تک نہیں پہنچتا، اگر بالفرض یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے کہ قطرات معدے میں حلول کرتے ہیں تو دو تین بوند کا اثر آنکھ سے بہ کر یا کان سے ٹپک کر معدہ تک کس مقدار میں جائے گا؟۔ ظاہر سی بات ہے وہ معمولی سی مقدار ہو گی اور اس مقدار کا اثر روزہ کے لئے کسی طرح کے نقصان کا باعث نہیں ہے۔ آنکھ اور کان کے متعلق عرب کے مشائخ حضرات بھی اس کے جواز کا فتوی دیتے ہیں لیکن ناک کے متعلق عدم جواز کا فتوی ہے۔ اس کی بنیاد یہ حدیث ہے :((وبالِغْ فی الاستنشاقِ إلَّا أن تَكونَ صائمًا))(صحيح أبي داود:142) روزے کی حالت میں وضو کرتے وقت ناک میں مبالغہ کے ساتھ پانی مت ڈالو۔

بعض اہل علم جواز کا بھی فتوی دیتے ہیں تاہم احتیاطا ان تمام قسم کے قطرات کو رات تک مؤخر کرلیا جائے تو اولی اور افضل ہے۔

(3) بے ہوشی (Anaesthisia):

کبھی کبھی انسان پر بے ہوشی کے حالات طاری ہوتے ہیں اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلا کسی حادثے میں شکار ہو کر بے ہوش ہو جائے یا علاج کی غرض سے بے ہوش کیا جائے۔ اس سے متعلق احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ناک میں گیس سونگھا کر یا چینی طریقے سے حساس مقام پر سوئی چبھو کر بعض حصے کو بے ہوش کرنا ناقض روزہ نہیں ہے۔

☆مریض کی رگ میں سریع العمل انجکشن لگا کر مخصوص مدت کے لئے عقل کو ماؤف کرنا بھی ناقض روزہ نہیں ہے۔

☆مریض نے بے ہوشی سے پہلے روزہ کی نیت کرلی اور پھر بے ہوش ہوا اور غروب شمس سے پہلے پہلے افاقہ ہو گیا تو اس کا روزہ صحیح ہے مگر غروب آفتاب کے بعد افاقہ ہونے پر روزہ نہیں درست ہوگا۔اس لئے ایسے روزہ کے متعلق بہتری اسی میں ہے کہ اس کی قضا کرلی جائے۔

☆بے ہوشی اگر لمبی مدت مہینہ دو مہینہ والی ہو تو اسے جنون پر قیاس کیا جائے گا اور فرض روزے چھوٹ جانے پر اس کی قضا کا مکلف نہیں ٹھہرایا جائے گا۔اللہ تعالی انسان کو اس کی طاقت سے باہر کا مکلف نہیں بنایا ہے۔

(4)پچھنا، نشتر اور نکسیر کا حکم:

پچھنا کے سلسلہ میں دو طرح کی احادیث وارد ہیں بعض روایات میں ذکر ہے کہ پچھنا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بحالت روزہ پچھنا لگوایا(صحیح بخاری)اور دوسروں کے لئے سینگی لگانے کی رخصت بھی دی۔(طبرانی،دار قطنی)

بعض علماء نے روزہ ٹوٹنے والی روایات کو منسوخ مانا ہے اور آپ ﷺ کے عمل یا امت کو رخصت دینے والی روایات کو ناسخ مانا ہے۔اس

لئے روزہ کی حالت میں حجامت کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔البتہ اکثر و بیشتر اہل علم کی نظر میں سینگی ناقض روزہ ہے لہذا اختلاف سے بچنے کے لئے میں یہ مشورہ دونگا کہ اس عمل کو رات تک مؤخر کرلے۔

(5)جسم کے اندرونی حصے میں آلات یا پائپ داخل کرنا:

مریض کو علاج کی غرض سے کبھی معدے میں یا ضرورتا کبھی مقعد میں یا صنف نازک کے اگلے اور پچھلے راستے میں آلات یا پائپ وغیرہ داخل کئے جاتے ہیں تاکہ اندرونی حصے کا چیک اپ کیا جائے۔اس کی مختلف شکلیں اور طریقے ہیں۔

ان حالات میں غور طلب امر یہ ہے کہ اگر اوزار یا آلات کے استعمال میں غذائی مواد ہو تو روزہ فاسد شمار ہو گا، اور یونہی بغرض معائنہ یا علاج کی خاطر غیر غذائی مواد کا استعمال ہو تو روزہ فاسد نہیں ہو گا۔ دراصل یہ عمل انجکشن کے مشابہ ہے اور اسی طرح کے احکام بھی لاگو ہونگے۔

(6)ٹیکہ لگانا(Injection) :

☆ٹیکہ چاہے جلد میں لگے، چاہے گوشت میں لگے یا پھر نس میں لگے۔ اگر ان ٹیکوں میں غذائی مواد نہیں تو روزہ درست ہے وگرنہ روزہ فاسد ہو گا۔

☆شوگر کے مریض کا ٹیکہ لگانا بھی جواز کے قبیل سے ہے۔

☆شریان میں مستقل لگی رہنے والی سوئیوں کا بھی یہی حکم ہے۔

(7) گردوں کی صفائی(Dialysis):

گردوں کے مریض کو ڈائیلوسس کیا جاتا ہے اور اس کے مختلف طریقے ہیں مگر جتنے بھی طریقے رائج ہیں ان میں غذائی ادویہ کا استعمال ہوتا ہے اس لئے شرعی نقطۂ نظر سے ڈائیلوسس کا عمل ناقض روزہ ہے۔ اگر بغیر غذائی ادویہ کے علاج ممکن ہو تو پھر روزہ درست ہو گا۔

(8)خون کا عطیہ(Blood Donation) :

ضرورت پڑنے پر روزہ دار اپنا خون چیک اپ کرا سکتا ہے اور کسی دوسرے مریض کو اپنا خون نکال کر عطیہ بھی کر سکتا ہے۔ یہ عمل روزہ پر اثر انداز نہیں ہوتا، یہی شیخ ابن بازؒ کی بھی رائے ہے۔ (مجموعہ فتاوی ابن بازؒ 274/15)

(9)ٹکیوں کا استعمال(Tablets) :

دل کی بعض بیماریوں کے لئے اطباء ٹکیوں کا نسخہ دیتے ہیں، یہ ٹکیاں زبان کے نیچے رکھی جاتی ہیں اور فوراً منہ میں تحلیل ہو جاتی ہیں، ایسا کرنے سے مریض کو راحت محسوس ہوتی ہے۔

ایسے مریض سے متعلق شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ ایسے ٹکیوں کے بارے میں کیا حکم ہے جسے دل کے مریض زبان کے نیچے رکھتے ہیں، وہ روزہ بھی ڈاکٹر کے مشورہ سے رکھتے ہیں لیکن بسا اوقات افطار سے چند منٹ پہلے دل میں درد شروع ہو جاتا ہے تو اپنی زبان کے نیچے رکھ لیتے ہیں تاکہ آرام مل جائے؟

شیخ نے جواب دیا: زبان کے نیچے ٹکئے کا استعما کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ عمدا اس کا ذائقہ حلق کے نیچے اترتا ہے۔(الفتاوی الشرعیۃ علی المشکل من المسائل الطبیۃ: ص:54،55)

بعض دیگر علمائے عرب و عجم کا موقف ہے چونکہ یہ ٹکیاں منہ ہی تک محدود رہتی ہیں ان کا اثر اندر نفوذ نہیں کرتا،اس لئے ان ٹکیوں کا استعمال بحالت روزہ جائز ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ اختلافی ہے،میری نظر میں یہ موقف درست معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس ٹکیہ سے اثر حلق سے نیچے اترتا ہے تو بلا شبہ مفطر ہو گا مگر اس کا اثر زبان تک ہی محدود رہے حلق سے نیچے نہیں اترے تو روزہ فاسد نہیں ہو گا،اس صورت میں یہ مثل کلی کے ہو گا کہ جس طرح کلی سے پانی کا اثر معدے میں حلول نہیں کرتا ٹھیک اسی طرح ٹکیہ کا بھی اثر ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(10) جلد پر مادے کا استعمال:

علاج کی غرض سے ہو یا شوق کے طور پر،،،،، جلد پر کسی بھی قسم کا تیل، مرہم اور کریم کا استعمال کر سکتے ہیں۔

" جلد پر ملی جانے والی کوئی بھی چیز مسام کے ذریعہ جلد کے نیچے خونی مواد میں جذب ہو جاتی ہے لیکن جذب ہونے کا یہ عمل بہت سست ہے۔ لہذا جلد پر ملی جانے والی بھی چیز ناقض روزہ نہیں "(مجموعہ فتاوی ابن تیمیہؒ 25/ 267)

(11) دانتوں کی صفائی:

روزہ کی حالت میں دانتوں کی صفائی (Scaning) یا دانت نکلوانا یا دانتوں کی اصلاح کرنا سارے امور جائز ہیں۔ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ اس عمل کو رات کے لئے مؤخر کر دیں یا دن میں ایسا عمل انجام دینے کی صورت میں دانتوں سے بہنے والا خون حلق سے نیچے نہ اتارے۔ دانتوں کی صفائی میں استعمال ہونے والے ٹیکے بھی روزے کے لئے نقصان دہ نہیں۔

(12) زخموں کا علاج:

جسم کے کسی حصے میں زخم ہو، روزہ دار ان زخموں کا علاج کرا سکتا ہے کیونکہ یہ عمل نہ تو کھانے پینے پر قیاس کیا جائے گا اور نہ ہی عرف میں اسے کھانا پینا کہتے ہیں۔

(13)اسپرے کا حکم:

دمہ کے مریضوں کے لئے اسپرے (بخاخ) کی ضرورت پڑتی ہے، یہ ان کی سخت ترین مجبوری ہے، اور اسلام میں قاعدہ ہے کہ آدمی جس چیز کا مضطر ہوتا ہے اس کے لئے اس چیز کا استعمال جائز ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ" (الأنعام:119)

ترجمہ: اور جو چیزیں اس نے تمہارے لئے حرام ٹھہرادی ہیں وہ ایک ایک کر کے بیان کر دی ہیں (بے شک ان کو نہیں کھانا چاہیے) مگر اس صورت میں کہ ان کے (کھانے کے) لیے ناچار ہو جاؤ.

لہذا دمہ کا مریض روزہ رکھتے ہوئے اسپرے کا استعمال کرے گا اور اس کا روزہ درست ہوگا۔ اور اسے رکھے گئے روزہ کی قضا نہیں کرنی پڑے گی۔

اللہ تعالی نے دین اسلام کو اپنے بندوں کی خاطر آسان بنادیا ہے، حسب سہولت یعنی بقدر استطاعت دین پر عمل پیرا ہونا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ جہاں اللہ تعالی نے مسافروں، مریضوں اور معذوروں کو رخصت دی ہے وہاں رخصت پر عمل کرنا ہی افضل ہے اور رخصت پر عمل کرتے ہوئے دل میں ذرہ برابر بھی تنگی کا احساس نہ پیدا ہونے پائے جیسا کہ بعض مخصوص طبقوں میں یہ دیکھا جاتا ہے۔

رمضان المبارک اور گناہوں کی مغفرت کے مواقع

رمضان سراپا بخشش ومغفرت کا مہینہ ہے،اس میں ہر قسم کی خیر وبرکت کی انتہاء ہے۔بلاشبہ یہ ماہ مبارک صیام وقیام پہ اجر جزیل اور گناہوں کی مغفرت کے ساتھ اپنے اندر نیکیوں پہ بے حد وحساب اجر وثواب رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلاف کرام چھ مہینے پہلے سے ہی رمضان پانے کی رب سے دعائیں کرتے،جب رمضان پالیتے تواس میں اجتہاد کرتے، ہر قسم کی طاعت وبھلائی پرذوق وشوق اور اللہ سے اجر کی امید کرتے ہوئے محنت کرتے۔جب رمضان گزر جاتا توبقیہ چھ مہینے رمضان میں کئے گئے اعمال صالحہ کی قبولیت کے لئے دعا کرتے۔گویا سلف صالحین کا پورا سال رمضان کی خوشبوؤں سے معطر رہتا۔آج ہم ہیں کہ نہ رمضان کی عظمت کا احساس،نہ اس کی خیر وبرکات سے سروکار ہے حتی کہ اپنے گناہوں کی مغفرت کا بھی خیال دل میں نہیں گزرتا جبکہ رمضان پاکر اس میں مغفرت نہ پانے والا نہایت ہی بدنصیب ہے۔نبی ﷺ کا فرمان ہے:

شقِيَ عبدٌ أدركَ رمضانَ فانسلخَ منهُ ولَم يُغْفَرْ لهُ(صحيح الأدب المفرد:500)

ترجمہ:بدبخت ہے وہ جس نے رمضان پایااور یہ مہینہ اس سے نکل گیااور وہ اس میں (نیک اعمال کرکے)اپنی بخشش نہ کرواسکا۔

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اس معنی کی کئی صحیح احادیث وارد ہیں جن سے رمضان المبارک میں محروم ہونے والوں کی محرومی کااندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک جگہ ہے :رَغِمَ أنفُ امرئٍ أدركَ رمضانَ فلم يُغْفَرْ له(فضل الصلاۃ للالبانی:15، صحیح بشواهده)

ترجمہ:اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے رمضان پایااور اس کی بخشش نہ ہوئی۔

دوسری جگہ ارشادہے:بَعُدَ من أدرك رمضانَ فلم يُغْفَرْ له(صحيح الترغيب:1677)

ترجمہ:دوری ہواس کے لئے جس نے رمضان پایااور وہ نہیں بخشا گیا۔

تیسری جگہ وارد ہے:منْ أدركَ شهرَ رمضانَ ، فلم يُغفرْ له ، فدخلَ النارَ ؛ فأَبعدهُ اللهُ(صحيح الترغيب:1679)

ترجمہ: جس نے رمضان کامہینہ پایا،اس کی مغفرت نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا اسے اللہ دور کرے گا۔

چوتھی جگہ مذکور ہے:مَن أدرك شهرَ رمضانَ فماتَ فلم يُغْفَرْ لهُ فأُدْخِلَ النَّارَ فأبعدَه اللهُ(صحيح الجامع:75)

ترجمہ: جس نے رمضان کامہینہ پایا، مرگیا،اس کی مغفرت نہیں ہوئی اور وہ جہنم میں داخل کردیا گیا اسے اللہ اپنی رحمت سے دور کردے گا۔

کہیں ہم کلمہ گو ہوکر رمضان کے روزوں کا انکار کرکے اللہ کی رحمت سے دور نہ ہو جائیں ،اس کے لئے روزوں کی عظمت اپنے دل میں بحال کرنی ہوگی ، رمضان نصیب ہونے پر رب کا شکریہ بجالانا ہوگا اور اس ماہ مبارک کو غنیمت جانتے ہوئے گناہوں کی مغفرت کے واسطے نماز وروزہ، صدقہ وخیرات ،ذکر الہی ، قیام وسجود اور عمل صالح کرکے رب کو راضی کرنا ہوگا اور اس سے اس بات کی توفیق طلب کرنی ہوگی کہ وہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کردے۔

بلاشبہ بنی آدم گناہگار ہے لیکن ہمیں رب کی رحمت ومغفرت سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے ،اللہ اپنے بندوں کی نیکیوں کے بدلے گناہ معاف کرتا ہے ، توبہ قبول کرتا ہے اور درجات بلند کرکے کامیابیوں سے دامن بھر دیتا ہے۔ یاد رہے مغفرت کے لئے ہمارا عقیدہ درست ہونا چاہئے ، ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک وساجھی نہ ٹھہرائیں ورنہ پھر نہ عبادت کام آئے گی اور نہ رمضان کے قیام وصیام کام آئیں گے ۔رب کا فرمان ہے :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ(النساء: 48)

ترجمہ: بے شک اللہ اس (گناہ) کو نہیں بخشے گا کہ (کسی کو) اس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ دوسرے گناہ جسے چاہے معاف کردے گا۔

اگر مسلمان کا عقیدہ درست ہے تو اس کے سارے اعمال اللہ کے یہاں مقبول ہیں ،اسے اللہ بخش دیتا ہے ۔فرمان الہی ہے:

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ (هود: 11)

ترجمہ: سوائے ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نیک کاموں میں لگے رہتے ہیں، انہیں لوگوں کے لئے بخشش بھی ہے اور بہت بڑا نیک بدلہ بھی۔

اس مضمون میں اختصار کے ساتھ ہم رمضان المبارک میں اللہ کی جانب سے بخشش کے سنہرے مواقع کا ذکر کریں گے اور بخوف طوالت ان مواقع سے صرف نظر کریں گے جو عام دنوں میں بخشش کے باعث ہیں گوکہ وہ بھی رمضان میں بھی شامل ہیں الا یہ کہ کسی خاص موقع و مناسبت سے ہو۔

آیئے ان اعمال و مواقع کا ذکر کرتے ہیں جو رمضان میں مغفرت کا سبب ہیں۔

پہلا موقع: رمضان پانا اور گناہ کبیرہ سے بچتے رہنا: عموما لوگ رمضان پانے کو خاص اہمیت نہیں دیتے، یوں سمجھا جاتا ہے کہ ماہ و سال کی گردش سے رمضان آگیا حالانکہ اس مہینے کا پانا بڑی سعادت کی بات ہے، جس کی قسمت میں رمضان نہ ہو وہ کبھی اسے نہیں پاسکتا لہذا ہمیں اس ماہ کی حصولیابی پر بیحد رب کا شکریہ بجالانا چاہئے اور اس کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے اس کے آداب و تقاضے کو نبھانا چاہئے اور جو بندہ نماز قائم کرتا رہا اور گناہ کبیرہ سے بچتا رہا اس کے لئے اس ماہ مقدس میں سال بھر کے گناہوں کی بخشش کا وعدہ ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

الصَّلواتُ الخمسُ والجمُعةُ إلى الجمعةِ ورمضانُ إلى رمضانَ مُكفِّراتٌ ما بينَهنَّ إذا اجتنَبَ الْكبائرَ(صحيح مسلم:233)

ترجمہ: پانچوں نمازیں، ہر جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک، درمیانی مدت کے گناہوں معاف کردئے جاتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

دوسرا موقع: ایمان کے ساتھ اجر و ثواب کی امید سے روزہ رکھنا گزشتہ تمام خطاؤں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

مَن صامَ رمضانَ إيمانًا واحتسابًا ، غُفِرَ لَهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهِ (صحيح البخاري:2014)

ترجمہ: جس نے رمضان کا روزہ ایمان کے ساتھ، اجر و ثواب کی امید کرتے ہوئے رکھا اسکے گزشتہ سارے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں روزہ، نمازاور صدقہ کو فتنے سے نجات اور گناہوں کا کفارہ بتلایا گیاہے، نبی ﷺ کافرمان ہے:

فِتنَةُ الرجلِ في أهلِه ومالِه وجارِه، تُكَفِّرُها الصلاةُ والصيامُ والصَدَقَةُ(صحيح البخاري:1895)

ترجمہ: انسان کے لیے اس کے بال بچے، اس کا مال اور اس کے پڑوسی باعث آزمائش ہیں جس کا کفارہ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینابن جاتاہے۔

تیسرا موقع: رمضان میں قیام کرنا غیر رمضان میں قیام کرنے سے افضل ہے اوراس کا ثواب روزے کے مثل ہے اگر ایمان واحتساب کے ساتھ کیا جائے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: من قام رمضانَ إيمانًا واحتسابًا ، غُفِرَ له ما تقدَّم من ذنبِه(صحيح مسلم:759)

ترجمہ: جو رمضان میں ایمان اوراجر کی امید کے ساتھ قیام کرتاہے اس کے سارے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

چوتھا موقع: رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کی فضیلت آخری عشرے میں بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس میں لیلۃ القدر (شب قدر) ہے، نبی ﷺ اس عشرے میں شب بیداری کرتے اور خوب خوب اجتہاد کرتے۔شب قدر میں قیام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَن قام ليلةَ القدرِ إيمانًا واحتسابًا، غُفِرَ له ما تقدَّمَ من ذنبِه(صحيح البخاري:1901)

ترجمہ: جو شب قدر میں ایمان وخالص نیت کے ساتھ قیام کرتاہے اس کے سابقہ گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

پانچواں موقع: افطار کے وقت اللہ بندوں کو آزاد کرتاہے اس وجہ سے بطور خاص افطار کے وقت روزے کی قبولیت، گناہوں کی مغفرت، بلندی درجات، جہنم سے رستگاری اور جنت میں دخول دعاکی جائے۔"لله عند كل فطرعتقاء " (رواه احمد وقال الالبانی ؒ: حسن صحيح)

ترجمہ: اللہ تعالی ہر افطار کے وقت (روزہ داروں کو جہنم سے) آزادی دیتاہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت جسے علامہ البانیؒ نے حسن قرار دیاہے اس میں مذکورہے کہ ہر رات اللہ تعالی اپنے بندوں کو جہنم سے آزادی دیتاہے۔

روایت اس طرح ہے: إنَّ للَّهِ عندَ كلِّ فِطرٍ عتقاءَ وذلِك في كلِّ ليلةٍ (صحيح ابن ماجه:1340)

ترجمہ: اللہ تعالی ہر افطار کے وقت (روزہ داروں کو جہنم سے) آزادی دیتا ہے، یہ آزادی ہر رات ملتی ہے۔

چھٹواں موقع: مومن کو رمضان کے دن میں روزہ رکھنا چاہئے، بحالت روزہ بکثرت اعمال صالحہ انجام دینا چاہئے اور اس کی ہر رات میں شب بیداری کر کے قیام، دعا، استغفار اور اذکار میں مصروف رہنا چاہئے کیونکہ ہر رات اللہ تعالی کی جانب سے خیر کے طالب کو ندا لگائی جاتی اور جہنم سے رستگاری کی بشارت سنائی جاتی ہے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إذا كانَ أوَّلُ ليلةٍ من شَهْرِ رمضانَ : صُفِّدَتِ الشَّياطينُ ومرَدةُ الجنِّ ، وغُلِّقَت أبوابُ النَّارِ فلم يُفتَحْ منها بابٌ ، وفُتِّحَت أبوابُ الجنَّةِ فلم يُغلَقْ منها بابٌ ، ويُنادي مُنادٍ يا باغيَ الخيرِ أقبِلْ ، ويا باغيَ الشَّرِّ أقصِرْ وللَّهِ عُتقاءُ منَ النَّارِ ، وذلكَ كلُّ لَيلةٍ(صحيح الترمذي:682)

ترجمہ: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے، تو شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دروازہ کھولا نہیں جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا، پکارنے والا پکارتا ہے: خیر کے طلب گار! آگے بڑھ، اور شر کے طلب گار! رُک جا اور آگ سے اللہ کے بہت سے آزاد کئے ہوئے بندے ہیں (تو ہو سکتا ہے کہ تو بھی انہیں میں سے ہو) اور ایسا (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔

ساتواں موقع: صدقہ گناہوں کی مغفرت کا اہم ذریعہ ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: والصَّدَقةُ تُطفي الخطيئةَ كما يُطفئُ الماءُ النَّارَ(صحيح الترمذي:2616)

ترجمہ: صدقہ گناہ کو ایسے بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔

اس لئے نبی ﷺ رمضان میں خیر اور سخاوت کے کام تیز ہوا سے بھی زیادہ کرتے البتہ وہ روایت جس میں افضل صدقہ رمضان کا صدقہ بتلایا گیا ہے ضعیف ہے۔

رمضان میں مغفرت سے متعلق بعض روایات

پہلی روایت : رمضان میں بخشش سے متعلق ایک بہت ہی مشہور حدیث ہے جو تقریبا رمضان میں نشر ہونے والے اکثر رسالے، کلینڈر اور پمفلیٹ وغیرہ میں لکھی ہے وہ اس طرح سے ہے : أولُ شهرِ رمضانَ رحمةٌ، وأَوْسَطُهُ مغفرةٌ، وآخِرُهُ عِتْقٌ من النارِ۔(السلسلة الضعيفة:1569)

ترجمہ :اس ماہ کا ابتدائی حصہ رحمت ہے،اور درمیانی حصہ بخشش اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا باعث ہے۔

اس حدیث کو امام نسائی، حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی نے ضعیف کہاہے اور ابوحاتم، علامہ عینی حنفی اور علامہ البانی نے منکر کہاہے۔

دوسری روایت : رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشش دیا جاتا ہے اور اللہ سے مانگنے والا محروم نہیں ہوتا۔ روایت دیکھیں۔

ذاكِرُ اللهِ في رمضانَ مغفورٌ له، وسائِلُ اللهِ فيه لا يَخِيبُ۔

اوپر والا جملہ ترجمہ ہے۔اس روایت کو علامہ البانی نے موضوع کہاہے۔(السلسلۃالضعیفۃ:3621)

تیسری روایت : اسی طرح مندرجہ ذیل روایت بھی ضعیف ہے۔

يَغْفِرُ لأمتِهِ في آخِرِ ليلةٍ في رمضانَ، قيل : يا رسولَ اللهِ ! أَهِيَ ليلةُ القدرِ ؟ ! قال : لا، ولكنَّ العاملَ إنما يُوَفَّى أجرُهُ إذا قَضَى عملَه۔

ترجمہ : رمضان کی آخری رات میں امت معاف کردی جاتی ہے، کہا گیا اے اللہ کے رسول ! کیا یہ قدر کی رات ہے تو آپ نے فرمایا: نہیں، جب مزدور اپنے کام سے فارغ ہوتا ہے تو اسے پورا اجر دیا جاتا ہے۔

اس روایت کو علامہ البانی نے ضعیف کہاہے (تخریج مشکاۃ المصابیح:1909)

اسی روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ روزہ داروں کے لئے فرشتے افطار تک استغفار کرتے ہیں، بعض میں مچھلیوں کے استغفار کا ذکر ہے جو کہ ضعیف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رمضان میں ہر قسم کی نیکی سے گناہ معاف ہوتے ہیں،اس لئے دعا، نماز، ذکر، توبہ، استغفار، تلاوت، دعوت، صدقہ، زکوۃ وغیرہ ہر قسم کی بھلائی انجام دی جائے ایسا نہیں ہے کہ رمضان میں صرف اوپر مذکور

اعمال ہی انجام دئے جانے کے قابل ہیں اور صرف انہیں سے مغفرت ہوتی ہے، یہ تو وہ اعمال واسباب ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ رمضان میں مغفرت کی جاتی ہے ان پہ زیادہ توجہ دی جانی چاہئے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی عبادتوں کو قبول فرمائے اور رمضان میں ساری خطاؤں کو بخش کر جنت الفردوس میں داخل کر دے۔ آمین

خواتین اسلام رمضان المبارک کیسے گزاریں؟

عنقریب رمضان کا مبارک مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، چاروں طرف مسلمانوں میں خوشی ہی خوشی ہے۔اللہ کے نیک بندوں کو اس مہینے کا شدت سے انتظار ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ نیکی، برکت، بخشش، عنایت، توفیق، عبادت، زہد، تقوی، مروت، خاکساری، مساوات، صدقہ و خیرات، رضائے مولی، جنت کی بشارت، جہنم سے گلوخلاصی کا مہینہ ہے۔رب کریم سے دعا ہے کہ ہمیں اس ماہ مبارک میں ان ساری نعمتوں سے مالامال کردے۔

رمضان المبارک کا روزہ، تراویح، صدقہ، دعا، ذکر، تلاوت ، مناجات، عمرہ اور دیگر اعمال صالحہ جہاں مردوں کے لئے ہیں وہیں عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ان اعمال کا اجر و ثواب جس طرح مردوں کو نصیب کرتا ہے ویسے ہی اللہ تعالی عورتوں کو بھی عنایت کرتا ہے۔ خواتین میں عام تصور یہ ہوتا ہے کہ رمضان تو صرف مردوں کا ہے، ہمارا کام صرف سحری پکانا اور افطار تیار کرنا ہے ۔ عورتیں روزہ رکھتی ہیں مگر دیگر اعمال خیر میں پیچھے رہتی ہیں ،اس کی بنیادی وجہ رمضان المبارک کے احکام و مسائل سے عدم واقفیت ہے۔ جس طرح مردوں پر روزہ رکھنا فرض ہے ویسے عورتوں پر بھی فرض ہے اور جس طرح مردوں کو رمضان المبارک میں کثرت سے اعمال خیر انجام دینا چاہئے ویسے ہی عورتوں کو بھی انجام دینا چاہئے۔

یہاں رمضان سے متعلق ان امور کا ذکر کیا جاتا ہے جو مسلمان عورت کے لئے انجام دینا مستحب و پسندیدہ ہے ۔

☆ **تمام قسم کی طاعت وبھلائی پر محنت کرنا:** مثلا تلاوت قرآن کریم ، اور اس میں تدبر و تفکر، بکثرت صدقہ و خیرات، ذکر الہی اور فرائض وواجبات کے علاوہ نفلی عبادات پر محنت کرنا۔

☆ **افطار میں جلدی کرنا:** نبی ﷺ کا فرمان ہے: لایزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (بخاری) اس وقت تک لوگ بھلائی کی راہ پر گامزن رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

اور اس سے یہود و نصاری کی مخالفت مقصود ہے ۔ "لان الیھود والنصاری یوخرون" کیونکہ یہود و نصاری افطاری میں تاخیر کرتے ہیں۔

☆ تازہ کھجور سے افطار کرنا: عن انس کان النبی ﷺ یفطر علی رطبات قبل ان یصلی فان لم یکن فعلی تمرات فان لم تکن تمرات حساحسوات من ماء(احمد وابوداؤد وحسنہ البانی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے افطار کیا کرتے تھے،اگرتازہ کھجوریں نہ ملتیں توخشک کھجوروں سے افطار کرلیا کرتے تھے،اگرخشک کھجوریں میں میسر نہ ہوتیں توپانی کے چند گھونٹوں پرہی روزہ افطار کرلیا کرتے تھے۔

☆ افطار کے وقت دعا کرنا: ویسے دعا ہر وقت مشروع ہے اور دعا عبادت ہے مگر بعض اوقات دعا کے لئے بہت اہم ہیں،ان میں ایک افطار کاوقت بھی شمار کیاجاتاہے،اس کی متعدد دلیلیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

ثلاثٌ لا تُرَدُّ دعوتُهُم ، الإمامُ العادلُ ، والصَّائمُ حينَ يُفطرُ ، ودعوةُ المظلومِ(صحيح الترمذي:2526)

ترجمہ: تین قسم کے لوگوں کی دعارد نہیں کی جاتی ہے۔ایک منصف امام کی،دوسرے روزہ دار کی جب وہ افطار کرے، تیسرے مظلوم کی۔

☆ سحری میں تاخیر کرنا: بغیر سحری کے بھی روزہ درست ہے مگر نبی ﷺ نے خود بھی سحری کھائی ہے اور دوسروں کو بھی سحری کی ترغیب دی ہے اور فرمایاہے سحری کھاؤ کیونکہ اس میں برکت ہے۔مسلم شریف کی روایت میں ہے۔

فصلُ ما بين صيامِنا وصيامِ أهلِ الكتابِ ، أكْلةُ السَّحَرِ(صحيح مسلم:1096)

ترجمہ: ہمارے اوراہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کافرق ہے۔

* روزے کی حالت میں گندے اخلاق اور بری باتوں سے بچنا ۔ اگر کوئی گالی دے تو کہہ دیں میں روزے سے ہوں ۔

إذا أصبحَ أحدُكم يومًا صائمًا ، فلا يرفُثْ ولا يجهَلْ . فإنِ امرؤٌ شاتمَهُ أو قاتلَهُ ، فليقُلْ : إنِّي صائمٌ . إنِّي صائمٌ(صحيح مسلم:1151)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی روزے کی حالت میں ہو تو گندی باتوں اور نادانیوں سے پرہیز کرے،اگر کوئی تمہارے ساتھ گالی گلوج اور قتال کرے تو کہہ دو میں روزے سے ہوں،میں روزے سے ہوں۔

من لمْ يَدَعْ قولَ الزورِ والعملَ بِهِ ، فليسَ للهِ حاجَةٌ في أنِ يَدَعَ طعَامَهُ وشرَابَهُ .(صحيح البخاري:1903)

ترجمہ: اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

عورتوں میں گالی گلوج اور لعن طعن بہت زیادہ ہے، روزے کی حالت میں اس کا خاص خیال رکھنا ہے کہ زبان سے کہیں گندی باتیں نہ نکلے۔ روزہ صرف بھوک وپیاس برداشت کرنے کا نام نہیں ہے، آداب صیام میں ہے کہ ہم ہاتھ، پیر، دل، دماغ اور زبان تمام اعضائے بدن کو منکرات سے دور رکھیں۔

☆**لوگوں کو افطار کرانا:** نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مَن فطَّرَ صائمًا كانَ لَهُ مثلُ أجرِهِ، غيرَ أنَّهُ لا ينقُصُ من أجرِ الصَّائمِ شيئًا(صحيح الترمذي:807)

ترجمہ: جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا تو اس شخص کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب روزہ دار کے لئے ہوگا، اور روزہ دار کے اپنے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

عورت چاہے تو اپنے ذاتی پیسے سے دیگر خواتین کو افطار کرا سکتی ہیں، شوہر کی طرف سے افطار کی دعوت پر بیوی کو بھی اجر ملے گا اگر اس کے کاموں میں مدد کرتی ہے۔

☆ **عمرہ کرنا:** رمضان میں مرد کی طرح عورت بھی عمرہ کرسکتی ہے، اس ماہ مبارک میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے، ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر کہا گیا ہے۔

نبی ﷺ نے ایک انصاریہ عورت سے فرمایا تھا:

فإذا جاء رمضانُ فاعتمِري . فإنَّ عُمرةً فيه تعدِلُ حجَّةً (صحيح مسلم:1256)

ترجمہ: جب رمضان آئے تو تم عمرہ کرلینا کیونکہ اس (رمضان) میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

یہاں ایک بات یہ واضح رہے کہ عورت کے لئے عمرہ کے سفر میں محرم کا ہونا ضروری ہے، بغیر محرم سفر کرنے اور عمرہ کرنے سے گنہگار ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ عورت ہو یا مرد دوسرے ملک سے سفر کرکے سعودی عرب آنا اور عمرہ کرنا مشقت کا باعث ہے اور رمضان جیسے مبارک مہینے میں ایک اجر کے حصول کے لئے کئی اجر والے کام چھوٹنے کا

امکان ہے،اس لئے جو سعودی عرب میں موجود ہیں ان کے لئے تو آسانی ہے باہری لوگوں کے لئے کلفت کے سبب اپنے اپنے ملکوں میں ہی رمضان گزارنا زیادہ بہتر ہے۔ہاں سعودیہ میں پورا رمضان گزارنے کا ارادہ ہو تو اس کی بات الگ ہے۔

☆مسواک کرنا: آپ ﷺ کا دستور ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور رمضان شریف میں بکثرت کیا کرتے تھے ۔ عمار بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يستاك وهو صائم مالا أحص أو أعد(رواه البخاري معلقا)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو روزے کی حالت میں شمار کرنے سے زیادہ مسواک کرتے دیکھا۔

اسے امام بخاری نے تعلیقا روایت کیا ہے۔

☆ بچوں سے تربیت کے طور پر روزہ رکھوانا: اگر بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے عادتا روزہ رکھوانا چاہئے۔ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اپنے بچوں سے روزہ رکھواتے تھے اور ان کے لئے کھلونے رکھتے،جب بچے کھانے کے لئے روتے تو ہم انہیں وہ کھلونے پیش کر دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔(بخاری)

مذکورہ حدیث میں ایک عورت کا بہترین کردار بیان کیا گیا ہے کہ اسے اپنے بچوں سے بھی روزہ رکھوانا چاہئے۔

☆ **اعتکاف:** جس طرح مرد کے لئے اعتکاف مسنون ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی اعتکاف مشروع ہے۔اور یہ بھی واضح رہے کہ اعتکاف کی جگہ صرف مسجد ہے۔جیساکہ اوپر قرآن کی آیت سے واضح ہے اور نبی ﷺ نے اس پہ عمل کرکے دکھایا ہے۔اگر عورت اعتکاف کرے تو اسے بھی مسجد میں ہی اعتکاف کرنا ہوگا خواہ جامع مسجد ہو یا غیر جامع ۔ صرف جامع مسجد میں اعتکاف والی روایت (لَا اعْتِكَافَ إِلاَّ فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ) پر کلام ہے۔اگر جامع مسجد میں اعتکاف کرے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ نماز جمعہ کے لئے نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔

اعتکاف رمضان میں کئے جانے والے ان اعمال میں سے ہے جس کی تاکید آئی ہے۔اور یہ ان سنتوں میں سے سنت مؤکدہ ہے جس پہ نبی ﷺ نے ہمیشگی برتی ہے اور آخری عشرے میں اس کی تاکید کی ہے۔اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ ہر سال رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے،انتقال کے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔(بخاری)

☆ **نمازتراویح :** سعودی عرب میں توعورتیں مسجد میں آکر جماعت سے تراویح کی نمازادا کرتی ہیں، تراویح جسے قیام اللیل اور تہجد بھی کہتے ہیں رمضان المبارک میں اس کا اجر بہت بڑھ جاتاہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے :

من قام رمضانَ إيمانًا واحتسابًا ، غُفِرَ له ما تقدَّم من ذنبِه(صحيح مسلم:759)

ترجمہ : جس نے رمضان کی راتوں میں نمازتراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے۔

لہذاعورتوں کو بھی تراویح کی نماز کا اہتمام کرنا چاہیئے ، اگر مسجد میں عورتوں کے لئے علاحدہ انتظام نہ ہو تو گھرپر ہی جماعت سے یااکیلے تراویح کی آٹھ رکعات نمازپڑھے پھر تین رکعات وترپڑھے ۔

☆ **شب قدر میں اجتہاد:** لیلۃالقدر کی اہمیت وفضیلت پہ ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے جس سے اس کی فضیلت کابخوبی اندازہ لگایاجاسکتاہے۔اس رات قیام کااجر پچھلے سارے گناہوں کا کفارہ ہے۔

مَن قام ليلةَ القدرِ إيمانًا واحتسابًا، غُفِرَ له ما تقدَّمَ من ذنبِه(صحيح البخاري:1901)

ترجمہ : جولیلۃالقدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کرے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

جہاں تک اس رات کی تعیین کا مسئلہ ہے تواس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ملتے ہیں مگر راجح قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں(29،27،25،23،21)میں سے کوئی ایک ہے۔اس کی دلیل نبی ﷺ کا فرمان ہے: تَحَرَّوْالیلۃَالقدرِفي الوِترِ، من العشرِالأواخرمن رمضان.(صحيح البخاري:2017)

ترجمہ :لیلۃالقدر کورمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

لہذاعورتوں کو بھی طاق راتوں میں شب بیداری کرنی اور خوب خوب طاعت وبھلائی کا کام کرنا چاہیئے۔جب جاگناہی مقصود نہیں بلکہ جاگ کر بھلائی کاکام کرنا مقصود ہے۔

رمضان المبارک سے متعلق عورتوں کے مزید چند مسائل :

(1) **بیار عورت کا حکم:** بیمار عورت کی دوقسمیں ہیں ایک وہ بیمار عورت جو روزہ کی وجہ سے مشقت یا جسمانی ضرر محسوس کرے یاشدید بیماری کی وجہ سے دن میں دوا کھانے پہ مجبور ہو تواپناروزہ چھوڑسکتی ہے۔ضرر ونقصان کی وجہ سے جتناروزہ چھوڑے گی اتنے کابعد میں قضا کرے گی۔اللہ تعالی کافرمان ہے:

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ(البقرة:184)

ترجمہ: اور جو کوئی مریض ہو یا پھر مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔

دوسری وہ بیمار جن کی شفایابی کی امید نہ ہو اور ایسے ہی بوڑھے مرد و عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہو ان دونوں کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے اور ہر روزے کے بدلے روزانہ ایک مسکین کو نصف صاع (تقریبا ڈیڑھ کلو) گیہوں، چاول یا کھائی جانے والی دوسری اشیاء دیدے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ(البقرة:184)

ترجمہ: اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔

یہاں یہ دھیان رہے کہ معمولی پریشانی مثلا ز کام، سر درد وغیرہ کی وجہ سے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔

(2) **مسافر عورت کا حکم:** رمضان میں مسافر کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ(البقرة:184)

ترجمہ: اور جو کوئی مریض ہو یا پھر مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔

اگر سفر میں روزہ رکھنے میں مشقت نہ ہو تو مسافر ہ حالت سفر میں بھی روزہ رکھ سکتی ہے۔ اس کے بہت سارے دلائل ہیں۔ مثلا۔

ایک صحابی نبی ﷺ سے سفر میں روزہ کے بابت پوچھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إن شئتَ صمتَ وإن شئتَ أفطرتَ(صحيح النسائي:2293)

ترجمہ: اگر تم چاہو تو روزہ اور اگر چاہو تو روزہ چھوڑ دو۔

مسافرہ چھوڑے ہوئے روزے کی قضا بعد میں کرے گی۔

(3) حیضاء ونفساء کا حکم: حیض والی اور بچہ جنم دینے والی عورت کے لئے خون آنے تک روزہ چھوڑنے کا حکم ہے اور جیسے ہی خون بند ہو جائے روزہ رکھنا شروع کر دے۔ کبھی کبھی نفساء چالیس دن سے پہلے ہی پاک ہو جاتی ہیں تو پاک ہونے پر روزہ ہے۔ عورت کے لئے مانع خون دوا استعمال کرنے سے بہتر ہے طبعی حالت پہ رہے۔ حیض اور نفاس کے علاوہ خون آئے تو اس سے روزہ نہیں توڑنا ہے بلکہ روزہ جاری رکھنا ہے۔

(4) مرضعہ وحاملہ کا حکم: دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ عورت کو جب اپنے لئے یا بچے کے لئے روزہ کے سبب خطرہ لاحق ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہے۔ بلاضرر روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

إنَّ اللَّهَ عزَّ وجلَّ وضعَ للمسافرِ الصَّومَ وشطرَ الصَّلاةِ ، وعنِ الحُبلَى والمُرضِعِ(صحيح النسائي:2314)

ترجمہ: اللہ تعالی نے مسافر کے لئے آدھی نماز معاف فرمادی اور مسافر اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزے معاف فرمادیئے۔

جب عذر کی وجہ سے عورت روزہ چھوڑدے تو بعد میں اس کی قضا کرے۔ حاملہ اور مرضعہ کے تعلق سے فدیہ کا ذکر ملتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے ۔

(5) چھوٹی بچی کے روزہ کا حکم : اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ تربیت کے طور پر بچوں سے روزہ رکھوانا چاہئے اگر طاقت رکھتے ہوں خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لیکن جب بالغ ہو جائے تو پھر اس پر روزہ فرض ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

رُفِعَ القلمُ عن ثلاثةٍ: عنِ المجنونِ المغلوبِ على عقلِهِ حتَّى يُفيقَ، وعنِ النَّائمِ حتَّى يستيقظَ، وعنِ الصَّبيِّ حتَّى يحتلمَ(صحيح أبي داود:4401)

ترجمہ: میری امت میں سے تین قسم (کے لوگوں) سے قلم اٹھالیا گیا ہے، مجنون اور پاگل اور بے عقل سے جب تک کہ وہ ہوش میں آجائے، اور سوئے ہوئے سے جب تک کہ وہ بیدار ہو جائے، اور بچے سے جب تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

بعض علماء نے روزہ کے لئے بچوں کی مناسب عمر دس سال بتلائی ہے کیونکہ حدیث میں دس سال پہ ترک نماز پر مارنے کا حکم ہے۔ بہر کیف دسواں سال ہو یا اس سے پہلے کا اگر بچے روزہ رکھ سکتے ہوں تو سرپرست کی ذمہ داری ہے کہ ان سے روزہ رکھوائیں ۔

(6) قصدا روزہ توڑنے والی عورت کا حکم : رمضان میں بغیر عذر کے قصدا روزہ چھوڑنے والی عورت گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اسے اولا اپنے گناہ سے سچی توبہ کرنی چاہئے اور جو روزہ چھوڑی ہے اس کی بعد میں قضا بھی کرے۔

اور اگر کوئی بحالت روزہ جماع کرلیتی ہے اسے قضا کے ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا ہے۔ کفارہ میں لونڈی آزاد کرنا یا مسلسل دو مہینے کا روزہ رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یادرہے بلاعذر روزہ توڑنے کا بھیانک انجام ہے۔

(7)بے نمازی عورت کے روزے کا حکم : جیسے روزہ ارکان اسلام میں ایک رکن ہے ویسے ہی نماز بھی ایک رکن ہے۔ نماز کے بغیر روزے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو نماز کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی ﷺ فرمان ہے:

العَهدُ الَّذي بيننا وبينهم الصَّلاةُ ، فمَن ترَكَها فَقد كَفرَ(صحيح الترمذي:2621)

ترجمہ: ہمارے اوران کے درمیان نماز کا عہد ہے، جس نے نماز کو چھوڑا پس اس نے کفر کیا۔

اس وجہ سے تارک صلاۃ کا روزہ قبول نہیں ہوگا بلکہ نماز چھوڑنے کی وجہ سے اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے۔

اللہ تعالی ہم رمضان کے برکات وحسنات سے ہم سب کا دامن بھردے اور اس ماہ مبارک کو ہماری نجات کا ذریعہ بنادے۔ آمین

معذور خواتین رمضان المبارک سے کیسے فائدہ اٹھائیں؟

اسلام ایک آفاقی دین ہے،اس کے آغوش میں رحمت ہی رحمت ہے۔اس دین پر چلنے والا رحمتوں اور برکتوں سے مالامال ہو جاتا ہے۔اس کی مثالیں تاریخ میں بھری پڑی ہیں، ممکن ہے آج کے مسلمان ایمان و عمل کی کمزوری کی وجہ سے کہیں پر اللہ کی رحمت اوراس کی نصرت سے محروم ہوں لیکن تاریخ کے ذرین اوراق ہماری فتح و ظفر سے مزین ہیں۔

اسلام میں ہر ایک مسلمان کی رعایت اور دلجوئی کا سامان موجود ہے۔کوئی مالدار ہے اور کوئی غریب ہے تو ایسا نہیں کہ مالداری کی وجہ سے مالدار اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہے اور غریب اپنی غربت کے سبب محبوب نہیں۔پروردگار کے نزدیک محبوب ہونے کا معیار دین و تقوی ہے۔جس کے پاس دینداری ہو گی،اللہ کا تقوی ہو گا وہ اللہ کا محبوب وپیارا بندہ ہو گا خواہ وہ غریب ہو یا دولتمند، یتیم ولاوارث ہو یا اونچے خاندان کا، معذور و بیمار ہو یا صحت مند و توانا،اپاہج ہو یا صحیح وسالم۔اس لئے اللہ نے ہمیں جس حال میں بھی رکھا ہے اس کا تقوی اختیار کریں اور بکثرت اعمال صالحہ انجام دیں۔اللہ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات:13)

ترجمہ:اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے قبیلے بنا دیئے ہیں،اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

کچھ دیندار لوگ جب بیمار ہو جاتے ہیں تو غمگیں ہو جاتے ہیں کہ اب نیکی کا موقع کم ہو گیا بطور خاص نیک خواتین رمضان المبارک میں حیض و نفاس آجانے اور نماز و روزہ سے دور ہونے کے سبب بہت ہی مایوس ہو جاتی ہیں اور خود کو مردوں سے کمتر اور دینداری کے اعتبار سے پست سمجھتی ہیں۔ایسی خواتین کو مایوس نہیں ہونا چاہئے،اسلام نے سب کی رعایت کی ہے اور بحالت حیض و نفاس بھی رمضان المبارک میں بہت سے نیک اعمال انجام دے سکتی ہیں اور خوب

خوب اجر و ثواب کماسکتی ہیں جنہیں میں نیچے درج کرنا چاہتاہوں ۔اس سے پہلے آپ کو چند باتوں کی نصیحتیں کرنا چاہتاہوں۔

پہلی بات: مومن مرد و عورت کو کبھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونی چاہئے وہ بڑے چھوٹے، کالے گورے ،غریب و مالدار اور بیمار و تندرست میں کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ اس کا فضل و کرم ہر قسم کے نیک بندوں پر عام ہے۔

دوسری بات: بیماری و صحت اور عورتوں کے مخصوص ایام و مختلف مراحل اللہ کی جانب سے ہیں وہ اپنے بندوں کے لئے وہ کرتا ہے جو اس کے حق میں مناسب ہوتا ہے۔اگر آپ رمضان میں بیمار یا حیض و نفاس میں ہیں تو اس میں بھی اللہ کی کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔آپ نے پہلے سے رمضان میں روزہ رکھنے اور اعمال خیر کرنے کی نیت کی تھی مگر عذر کی وجہ سے بعض خیر کے کام نہیں کرپارہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نیت کا ثواب دے گا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ان الاعمال بالنیات (بخاری) یعنی عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ بندہ کسی نیکی کی نیت کرلے اور عذر کے سبب وہ نیکی نہ کرسکے تو اللہ اس کا ثواب دیتا ہے۔

تیسری بات: جو آدمی صحت میں جو عمل کرتا تھا بیماری کے سبب اگر اس سے وہ عمل چھوٹ جائے تو اسے عمل کرنے کے برابر اجر ملے گا، یہ اللہ کا بندوں پر بڑا احسان ہے ۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: إذا مرضَ العبدُ ، أو سافرَكُتِبَ له مثلُ ما كان يعملُ مُقيمًا صحيحًا (صحيح البخاري:2996)

ترجمہ: جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا۔

اب یہاں مختصرا معذور خواتین کے لئے ایسے اعمال بیان کرتاہوں جو وہ رمضان المبارک میں انجام دے سکتی ہیں اور اجر و ثواب کماسکتی ہیں۔ معذور سے مراد بیمار، حیض والی، نفاس والی، حمل والی (اگر روزہ نقصان پہنچائے اس کو یا اس کے بچے کو)، دودھ پلانے والی (اگر روزہ نقصان پہنچائے اس کو یا اس کے بچے کو) اور عمر رسیدہ (اس قدر بوڑھی کہ انہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں) عورتیں ہیں۔

(1) جن عورتوں کے لئے ضعف و بڑھاپے کے سبب روزہ رکھنا دشوار ہے وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دیدے، کھانے میں نصف صاع یعنی ڈیڑھ کلو اناج دینا ہے۔ روزہ کے علاوہ رمضان کے جتنے کار خیر ہیں ان تمام میں وہ حصہ لے سکتی ہیں، ان کے لئے کچھ بھی منع نہیں سوائے اس کے جس کی طاقت نہیں رکھتی۔

(2) بیمار خواتین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو وقتی طور پر بیمار ہوں اور روزہ رکھنے سے قاصر ہوں تو بیماری کے دنوں میں روز توڑ دیں گی اور بعد میں قضا کریں گی۔ دوسری وہ جو کسی ایسے دائمی مرض میں مبتلا ہوں جس میں روزہ رکھنا دشوار ہو تو ایسی خواتین، عمر رسیدہ خاتون کے زمرے میں ہیں۔ یہ ہر روزے کے بدلے روزانہ ایک مسکین کو نصف صاع (تقریباً ڈیڑھ کلو) گیہوں، چاول یا کھائی جانے والی دوسری اشیاء دیدے۔ بیمار خاتون حسب استطاعت نماز کے ساتھ جس عمل کی طاقت رکھے انجام دینے کی کوشش کرے۔

(3) حاملہ و مرضعہ کو روزہ سے نقصان لاحق ہونے کا خدشہ ہو تو روزہ چھوڑ سکتی لیکن اگر کسی قسم کے ضرر کا خطرہ نہ ہو تو انہیں روزہ رکھنا چاہئے۔ نماز تو فریضہ ہے یہ صرف حیض و نفاس میں ساقط ہے لیکن بیماری، ضعیفی اور حمل و رضاعت میں کبھی بھی نماز نہیں چھوڑنی ہے۔ نماز کے ساتھ بقیہ سارے نیک کام انجام دے سکتی ہیں۔

(4) حیضاء اور نفساء: بحالت حیض و نفاس روزہ و نماز منع ہے۔ انقطاع دم کے بعد نماز کی قضا نہیں لیکن روزوں کی قضا لازم ہے۔

یہاں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ حیض والیوں کو لامحالہ رمضان میں بھی حیض آئے گا اور کتنی خاتون کو اس ماہ میں بچہ بھی پیدا ہوتا ہے تو حیض و نفاس کی حالت میں عورت کون کون سا نیک کام کر سکتی ہے تاکہ رمضان المبارک سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے اور سیلان دم کی لمبی مدت بغیر نیکی کے یوں ہی نہ گزر جائے۔

اس مسئلے کی وضاحت سے قبل یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عام طور سے خواتین میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ رمضان المبارک میں عورتوں کے لئے روزہ کے سوا کوئی عمل نہیں ہے اور جو حیض و نفاس سے ہو وہ تو اور بھی سمجھتی ہیں کہ ہمارے لئے کچھ بھی نہیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ رمضان المبارک میں خواتین کیا کیا عمل انجام دے سکتی ہیں اس پہ میرے بلاگ میں میرا مضمون ہے جس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں چند ایسے اعمال ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے حیضاء و نفساء رمضان میں انجام دے سکتی ہیں اور فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

(1) قرآن کی تلاوت :اس میں اختلاف ہے کہ عورت حیض کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے کہ نہیں ؟راجح قول کی روشنی میں عورت حیض کی حالت میں اور نفاس کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے کیونکہ ممانعت کی کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔اس جانب بہت سے اہل علم گئے ہیں البتہ بعض علماء نے کہا کہ مصحف کو بغیر چھوئے تلاوت کرے اور بعض نے کہا کہ تلاوت کے وقت ہاتھ میں دستانہ لگالے ۔ اسی طرح معلمہ اور متعلمہ بھی قرآن کی تلاوت کرسکتی ہیں ۔ یہاں میں یہ کہنا چاہتاہوں کہ آج ٹکنالوجی کا زمانہ ہے تو کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے موبائل، کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ میں قرآن کریم لوڈ کرکے وہاں سے بلا جھجھک تلاوت کریں،نہ کسی کا اعتراض رہے گا اور نہ ہی قاری کے دل میں کھٹکا۔

(2) ذکر واذکار: صبح وشام کے اذکار، سونے جاگنے کے اذکار،اور دیگر کسی قسم کے بھی اذکار عورت حیض ونفاس میں کرسکتی ہیں۔اس لئے عورت کو چاہئے کہ اذکار کی مستند کتابوں سے کثرت سے اذکار حفظ کرلے جن سے رمضان وغیر رمضان ہمیشہ فائدہ اٹھاسکتی ہے۔بعض اذکار مختصر ہیں مگر اجر وثواب میں بہت ہی زیادہ ہیں۔

(3) دعا: یہ مومن کا ہتھیار ہے ،دعا سے بندوں کو ہر چیز مل سکتی ہے ۔ بیماری سے شفا، فقر سے نجات، مشکل سے چھٹکارا، جنت سے قربت اور جہنم سے رستگاری۔ سبھی ممکن ہے۔بدر کے میدان میں نبی ﷺ نے دعا کی اس کے اثر سے تین سو تیرہ نہتھے مسلمان ہزار کے مسلح کافروں پر غلبہ پاگئے۔اس لئے رمضان میں سبھی مسلمانوں کو بشمول حیضاء ونفساء بطور خاص دعا کا اہتمام کرنا چاہئے اور دعا میں افضل اوقات کو تلاش کرنا چاہئے مثلا سجدہ میں ،اللہ کے نزول آسمان کے وقت (تہائی رات)،اذان واقامت کے درمیان وغیرہ۔

(4) استغفار: نبی ﷺ دن میں سو سو بار استغفار کیا کرتے تھے ،بحالت حیض ونفاس استغفار کو کثرت سے لازم پکڑا جائے،اس کا بڑا اجر ملتا ہے۔اللہ تعالی بہت ساری چیزوں میں برکت دیتا ہے،نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے حتی کہ مالداری بھی نصیب کرتا ہے۔

(5) توبہ :توبہ یہ ہے کہ بندہ شرمندہ ہوکر رب سے اپنے کئے ہوئے گناہوں کی معافی طلب کرے۔ رمضان ایک سنہرا موقع ہے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں اپنے جرم کا رب العالمین کے سامنے اعتراف کرنا چاہئے اور

آئندہ اس سے بچنے کا عزم کرنا چاہئے ،اللہ تعالی توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: كلُّ بني آدمَ خطَّاءٌ ، و خيرُ الخطائين التوابونَ(صحيح الجامع:4515)

ترجمہ: ہر بنی آدم گناہگار ہے اور سب سے اچھا گنہگار وہ ہے جو توبہ کرنے والا ہے۔

(6) صدقه وخيرات :اس ماہ مبارک میں حیضاء ونفساء اپنے مال سے غرباء ومساکین کو صدقہ دے سکتی ہیں، اپنے پاس مال نہ ہو تو شوہر کی اجازت سے اس کے مال سے صدقہ دینے میں دونوں کو ثواب ملے گا۔

(7) دوسروں کو افطار کراکر روزہ داروں کے برابر ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(8) روزہ داروں کے لئے افطاری تیار کرنے اور ان کے لئے سحری تیار کرنے سے بھی ان شاءاللہ ثواب ملے گا۔

(9) درس وتعلیم :اگر آپ کے پاس دینی تعلیم ہے تو خواتین کے لئے رمضان میں روزہ اور دینی احکام سے واقفیت کے لئے تعلیم کا انتظام کریں اور خواتین کو اسلام کی ضروری تعلیم سے آگاہ کریں، قرآن وحدیث کا بھی درس دے سکتے ہیں۔اللہ کے فضل سے آپ کو اس عمل کا بہت اجر ملے گا۔اگر تعلیم یافتہ نہیں ہیں تو دوسروں کے علمی حلقے میں شامل ہو کر دین سے آگاہی حاصل کریں۔

(10) شب قدر سے استفادہ :اگر کوئی حیضاء یا نفساء رمضان کا آخری عشرہ پائے تو اس رات شب بیداری کرے، خوب خوب دعا، ذکر، توبہ اور استغفار کرے۔اس رات کی مخصوص دعا بطور خاص پڑھے۔شب قدر کی دعا یہ ہے: اللھمَّ إنَّک عفوٌّ تحبُّ العفوَ فاعفُ عنِّي(اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے لہذا تو مجھے معاف کردے)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حیض ونفاس والی عورت کو بدنی عبادت میں نماز وروزہ منع ہے مگر قلبی اور لسانی اعمال مثلا ذکر واذکار، دعاواستغفار، صدقہ وخیرات، درس وتدریس، اور دینی کتابوں کا مطالعہ جیسے اعمال انجام دینا جائز ہیں۔اسی طرح وہ اعمال جو طہارت وغیر طہارت دونوں میں انجام دینا جائز ہیں وہ بھی کر سکتی ہیں جیسے خدمت خلق، حسن معاشرت، صلہ رحمی، نصیحت، احسان وسلوک، نیکی پر تعاون، برائی سے روکنے پر مدد وغیرہ۔

آخری عشرے سے متعلق چند امور پر انتباہ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ فضیلت کے لحاظ سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اسی میں اعتکاف ہے اور اسی میں شب قدر ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ قرآن کا نزول بھی اسی مبارک رات میں ہوا بنایں سبب رسول کریم ﷺ اس عشرے میں طاعات پر زیادہ محنت کرتے اور اپنے اہم وعیال کو بھی اس کی دعوت دیتے۔ ہم بھی اپنے پیارے نبی کی پیاری سنت پر عمل کرتے ہوئے آخری عشرے میں بھلائی کے کاموں پر زیادہ سے زیادہ محنت کریں اور شب قدر پانے کے لئے خوب خوب اجتہاد کریں، اس کے لئے اللہ سے توفیق طلب کریں اور کثرت سے شب قدر کی دعا پڑھا کریں۔

مندرجہ ذیل سطور میں آخری عشرہ سے متعلق چند ایسے امور پر اطلاع دینا مقصود ہے جن کے بارے میں سوالات کئے جاتے ہیں یا بے دینی کو دین سمجھ کر انجام دیا جاتا ہے۔

(1)آخری عشرہ میں تساہلی:

مشاہدے میں بات آئی ہے کہ شروع رمضان میں لوگوں میں عبادت وبھلائی کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے، یہ شوق عشرہ گزرنے کے ساتھ کم ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ آخری عشرہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

(2)الوداعی جمعہ کا حکم:

جواب: آخری عشرے سے متعلق ایک بات لوگوں میں الوداعی جمعہ سے متعلق رائج ہے جو اصل میں عوام کی مشہور کردہ غلط فہمی ہے، اس کا علماء سے اور کتاب وسنت سے تعلق نہیں مگر اب عوام کے ساتھ کچھ علماء بھی متاثر ہو گئے۔ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو الوداعی جمعہ کہنا، خطبہ میں یا محفل قائم کرکے اس کے گزرنے کا مرثیہ پڑھنا سراسر دین میں زیادتی اور نئی ایجاد ہے۔ کتاب وسنت سے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کے الفاظ سلف صالحین کے یہاں ملتے ہیں۔ ہر ہفتے جمعہ کا دن آتا ہے تو پھر کسی ایک مہینے کے آخری جمعہ کو الوداعی جمعہ کہنا بالبداہت بھی صحیح نہیں ہے اور جمعہ تو ہفتے کی عید ہے وہ بھی رمضان المبارک کا جمعہ اس پہ بیحد خوشی ہونی چاہئے خواہ پہلا جمعہ ہو یا آخری جمعہ۔ یاد رکھیں رمضان کے آخری عشرہ میں ہی شب قدر ہے ہمیں اعتکاف اور شب بیداری واجتہاد کے ذریعہ

اسے پانے کی کوشش کرنی چاہئے اور ان ایام میں خاص طور سے فضول کام اور تضییع اوقات کا سبب بننے والے امور سے بچنا چاہئے۔

اس مناسبت سے ایک پیغام امت مسلمہ کے نام دینا چاہتا ہوں کہ رمضان کا آخری جمعہ رخصت ہوتے ہی رمضان بھی ہم سے قریب رخصت ہو جائے گا، توالوداعی جمعہ منانے کی بجائے میں دین اور اعمال صالحہ پر اسی طرح قائم رہنے کی تلقین کرتا ہوں جس طرح رمضان میں قائم تھے ۔ نیکی صرف رمضان کے ساتھ خاص نہیں ہے ۔ جس طرح ایثار وقربانی، اعمال صالحہ ، طاعات وبھلائی، صدقات وخیرات، عبادت وذکرالہی اور دعوت الی اللہ کی طرف رمضان میں مائل تھے اسی طرح رمضان بعد بھی کرتے رہیں تاکہ دین پر استقامت حاصل رہے اور اسی حال میں موت آئے۔ایسے لوگ اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں اور دین پر ہی وفات پانے سے اس کے فضل واحسان سے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

(3)معتکف کا درس دینا کیسا ہے؟

جواب : اگر مسجد میں موجود لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہو اور معتکف (اعتکاف کرنے والا)ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے قابل ہے تو انہیں درس دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ہاں پابندی کے ساتھ اعتکاف کے اپنے قیمتی اوقات کو درس پر ہی صرف نہ کرے، اعتکاف دراصل عبادت کے لئے فراغت کا نام ہے لہذا اس مقصد کی تکمیل میں کوشاں رہے۔

شیخ محمد صالح عثیمین رحمہ سے سوال کیا گیا کہ کیا معتکف کا کسی کو تعلیم دینا یا درس دینا صحیح ہے تو شیخ کا جواب تھا:

الأفضل للمعتكف أن يشتغل بالعبادات الخاصة كالذكر والصلاة وقراءة القرآن وما أشبه ذلك ، لكن إذا دعت الحاجة إلى تعليم أحد أو التعلم فلا بأس ، لأن هذا من ذكر الله عز وجل(فتاوى الشيخ محمد صالح العثيمين 549/1)

ترجمہ :معتکف کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ عبادت میں مشغول رہے مثلاذکر، نماز، قرآن کی تلاوت اور جو اس قبیل سے ہوں لیکن اگر کسی شخص کو تعلیم دینے اور سکھلانے کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کے ذکر میں سے ہے۔

(4)خواتین کا گھر میں اعتکاف:

اعتکاف عورت و مرد دونوں کے حق میں مسنون ہے اور دونوں کے لئے اعتکاف کی جگہ صرف مسجد ہے مگر مسلکی علماء اختلاط اور فتنہ کے خوف سے خواتین کو گھروں میں اعتکاف کی تعلیم دیتے ہیں، یہ سنت کی مخالفت ہے۔ یہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کے لئے علاحدہ جگہ نہ ہو وہاں عورتیں اعتکاف نہ کریں اور جہاں عورتوں کے لئے جگہ مخصوص ہو وہاں اعتکاف کریں،اس سے اختلاط اور فتنے کا خوف رفع ہو جائے گا۔

(5)شب قدر میں وعظ و نصیحت کا حکم:

جواب: شروع رمضان سے ہی اکثر مساجد میں تراویح کے بعد دروس و محاضرات اور تفسیر قرآن کا لمبا لمبا سلسلہ چلتا رہتا ہے جو نمازیوں کے لئے باعث مشقت ہے۔ حالانکہ یہ جائز و ناجائز یا بدعت کا مسئلہ نہیں ہے، یہ بھی منجملہ رمضان کے نیک اعمال میں سے ہے لیکن تراویح کے بعد کوئی سلسلہ طوالت کا لوگوں کے لئے مزید مشقت کا سبب ہے۔ میرے خیال سے تراویح کے بعد مختصر دروس اور مختصر تفسیر پہ ہی اکتفا کرنا چاہئے، یا لمبے دروس و تفسیر کے لئے کوئی اور مناسب وقت متعین کرنا چاہئے جس میں لوگ بلا مشقت اور نشاط کے ساتھ درس و تفسیر سے فائدہ اٹھا سکیں۔اس وقت دروس و محاضرات کا سلسلہ آخری عشرے اور اس کی طاق راتوں میں بھی شروع کیا جانے لگا ہے۔ کچھ لوگ چار چار رکعت کے بعد وعظ کرتے ہیں تو کچھ لوگ تراویح کے آخر میں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آخری عشرے میں درس دینا لوگوں کے لئے مناسب ہے اور شرعا اس عمل کی کہاں تک گنجائش ہے؟

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ دینی دروس بہر حال مفید ہیں مگر اس کے لئے مناسب وقت کا تعین ضروری ہے، اس عمل کے قبیل سے لوگوں میں جواز و عدم جواز سے متعلق دو قسم کی آراء سامنے آرہی ہیں۔ جواز والوں کا کہنا ہے کہ یہ بھی خیر کے کاموں میں سے ہے اور چونکہ نبی ﷺ سے کسی خیر کی ان راتوں میں ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرے کے لئے خیر کے کاموں کو مخصوص کیا ہے بلکہ آزادی ہے جس قسم کا بھی کار خیر کرے۔اس بات پر عرض یہ ہے کہ بلاشبہ درس دینا دعوت الی اللہ اور خیر کا کام ہے اور بڑے اجر کا باعث ہے مگر اس قدر اجر و ثواب والا عمل ہونے کے باوجود سلف سے آخری عشرے میں یہ کام منقول نہیں ہے۔ہاں کوئی ان ایام کی فضیلت کے تعلق سے ایک آدھ مرتبہ لوگوں کو کچھ نصیحت کرنا چاہے تو مجھے اس میں کوئی حرج نہیں محسوس ہوتا لیکن باقاعدہ ان

راتوں میں اجلاس یا دروس کا سلسلہ قائم کرنا محل نظر ہے۔ اگر جواز والے ان راتوں میں پابندی سے درس کے قائل ہیں جو کہ کار خیر ہے تو پھر ان کی نظر میں دسیوں علماء کو بلا بلا جلسہ منعقد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے جبکہ اس بات کے وہ بھی قائل نہیں ہوں گے تو معلوم یہ ہوا کہ یہ راتیں عبادت کے لئے فارغ ہونی چاہئے۔ آیئے ایک حدیث کی روشنی میں نبی ﷺ کا اسوہ دیکھتے ہیں کہ آخری عشرہ میں آپ ﷺ کیا کرتے تھے؟۔

عنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ(صحيح البخاري:2024)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دس دنوں میں داخل ہوتے تو (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے، خود بھی شب بیداری کرتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔

اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں۔

(1) شد میزرہ: کمر کس لیتے یعنی عبادت کے لئے بالغ اجتہاد کرتے۔ عورتوں سے کنارہ کشی کے بھی معنی میں آیا ہے۔

(2) احیالیلہ: شب بیداری کرتے رات میں عبادت کے لئے خود کو بیدار رکھتے۔

(3) ایقظ اھلہ: اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے کیونکہ یہ اہم رات ہوتی ہے۔

نبی ﷺ کے اسوہ کو اپناتے ہوئے آخری عشرے میں ہمارا بھی یہی طرز عمل ہونا چاہئے تاکہ شب قدر اور اس کی فضیلت کو پا سکیں۔

(6) شب قدر کی مخصوص نماز:

جب آخری عشرہ شروع ہونے لگتا ہے تو مسلمانوں کے بعض طبقوں میں عموما شب قدر کی مخصوص نماز سے متعلق رسالہ تقسیم کیا جاتا ہے جس میں 21، 23، 25، 27، اور 29 کی راتوں کے لئے الگ الگ طریقے سے پڑھی جانے والی شب قدر کی نماز کا مخصوص طریقہ مع اذکار لکھا ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی سنت میں شب قدر کی کوئی مخصوص نماز نہیں ہے اور جب شب قدر ہی مخصوص نہیں تو اس کی نماز کیسے مخصوص ہو سکتی ہے، اصلا یہ صوفیوں کا طریقہ ہے اس سے بچا جائے اور دوسروں کو بھی بچایا جائے۔

(7) آخری عشرہ کی مخصوص دعا:

ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر لوگوں نے تینوں عشروں کی مخصوص دعا ایجاد کردی ہے۔ پہلے عشرہ میں رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین، دوسرے میں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اور تیسرے میں اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا۔

ان میں پہلے اور دوسرے عشرے کی مخصوص دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے البتہ تیسرے عشرہ کی جو دعا ہے وہ شب قدر کے لئے ہے لہذا اہم آخری عشرہ میں تمام دن پڑھ سکتے کیونکہ شب قدر اسی آخری عشرہ میں ہے۔

(8) آخری عشرہ میں دو مرتبہ قیام اللیل کرنے کا حکم:

جواب: عموما رمضان میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی نماز پڑھ لی جاتی ہے اور بعض جگہوں پر آدھی رات کے بعد دوبارہ جماعت سے قیام اللیل کا اہتمام کیا جاتا ہے، لوگ پوچھتے ہیں کہ جب تراویح آٹھ ہی رکعت ہے تو پھر دوبارہ قیام کیوں کیا جاتا ہے اور اس کی شرعا کیا حیثیت ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں نبی ﷺ دوسرے عشرے کی بنسبت زیادہ عبادت کرتے تھے بلکہ آخری عشرہ تو عبادت کے لئے بیدار رہنے کا نام ہے۔ ان ایام کی راتوں میں جس قدر ہو سکے عبادت پر اجتہاد کرنا چاہئے، کوئی رات بھر عبادت کرے، کوئی دو تین بار اٹھ اٹھ کر عبادت کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رات کی نفلی نماز دو دو رکعت ہے خواہ کوئی فجر تک پڑھے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

صلاةُ الليلِ مثنى مثنى ، فإذا خشي أحدُكم الصبحَ صلى ركعةً واحدةً ، توترُ له ما قد صلى.(صحيح البخاري:990 و صحيح مسلم:749)

ترجمہ: رات کی نماز دو دو رکعت ہے، اور اگر تم میں کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو، اور وہ ایک رکعت پڑھ لے، تو یہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کے لئے وتر ہو جائیگی۔

رمضان میں کثرت سے مستحب اعمال انجام دینا چاہئے اور نفلی عبادتیں مستحب اعمال میں سے ہیں، اگر کوئی امام کے ساتھ آٹھ رکعات تراویح کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے دوبارہ اٹھ کر قیام کرنے کی ممانعت نہیں ہے خواہ پہلا عشرہ ہو یا آخری عشرہ اور آخری عشرہ عبادت پر اجتہاد کے اعتبار سے کافی اہم ہے کیونکہ اسی میں شب قدر ہے لہذا آخری عشرے کی ساری راتوں میں پوری پوری رات جگ کر عبادت کرنا مستحب و مسنون عمل ہے۔

(9)عید کی اڈوانس میں مبارکبادی دینے کا حکم:

جواب: سنت سے عید کی مبارکباد دیناثابت ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے کو عید کے دن عید کی مبارکباد دیتے تھے۔ یہ مبارکبادی عید کی نماز کے بعد دینی چاہیئے۔مبارکبادی کے الفاظ ہیں: تقبل اللہ مناومنک۔کوئی عید مبارک کے الفاظ کہتا ہے تو بھی درست ہے۔جہاں تک عید کی مبارکبادی دینا قبل از وقت تو یہ سنت کی خلاف ورزی ہے، عید کی مبارکبادی تو عید کے دن، عید کی نماز کے بعد ہونی چاہیئے کہ اللہ کے فضل کے سبب ہمیں عید ومسرت میسر ہوئی۔اس سلسلے میں بعض علماء ایک دودن پہلے تہنیت پیش کرنے کے قائل ہیں مگر احتیاط کا تقاضہ ہے کہ عید سے پہلے مبارکبادی پیش کرنے کو سنت کی مخالف کہی جائے کیونکہ لوگ اس وقت ہر چیز کے لئے مبارک پیش کرنے لگے ہیں اور وہ بھی کتنے دنوں پہلے سے ہی۔لوگوں میں دین پر عمل کرنے کا جذبہ کم اور مبارکبادی پیش کرنے کا رواج زیادہ ہوتا نظر آرہاہے۔

شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ سے عید سے ایک دودن پہلے مبارکبادی پیش کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو شیخ نے جواب دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے،مبارکبادی تو عید کے دن یا عید کے بعد والے دن مباح ہے لیکن عید کے دن سے پہلے مبارکبادی دینے سے متعلق مجھے نہیں معلوم کہ اسلاف سے کچھ ثابت ہے تو پھر لوگ عید سے پہلے کیسے تہنیت پیش کرتے ہیں جس کے متعلق کچھ ثبوت نہیں ہے۔

(10)مسجدوں کی بجائے بازاروں میں چہل پہل:

شروع میں کہا گیا ہے کہ لوگوں میں آخری عشرہ کی آمد پر عبادت کے تیئں سستی پیدا ہو جاتی ہے جبکہ اسی میں سب سے زیادہ چستی پھرتی چاہیئے۔رات تو جاگتے ہیں مگر عبادت کے لئے نہیں بات چیت،، کھل کود، سیر وتفریح بطور خاص عید کی تیاری کے لئے بازار میں بکثرت سے آمد ورفت۔اس قدر اہم راتیں اور ہم بازاروں کو رونق بخشتے ہیں یہ ہماری غفلت،رمضان کی ناقدری اور ہر قسم کی بھلائی سے محرومی کی دلیل ہے۔

(11)فطرانے کی ادائیگی میں غلطی:

کتنے سارے مسلمان صدقۃ الفطر شروع رمضان سے ہی نکالنا شروع کردیتے ہیں،کتنے لوگ مفتی صاحب سے فیکس فطرہ کی رقم معلوم کرکے گھر کے سارے افراد کی طرف سے رقم اکٹھا کرلیتے ہیں اور رمضان میں آنے والے سائلوں

میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ صدقۃ الفطر فی کس ڈھائی کلو اناج میں سے ادا کرنا ہے اور اس کا افضل وقت عید کا چاند نکلنے سے نماز عید تک ہے۔ہاں ایک دو دن پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے تاہم کئی دن پہلے ادا کرنا جائز نہیں ہے نہ ہی اناج کو پیسہ بنا کر دیا جا سکتا ہے الا یہ کہ اس کی کسی کو ضرورت ہو۔

(12)خواتین کی بے عملیاں:

عورتوں میں شب قدر کی عبادت کے تئیں کافی سکوت پایا جاتا ہے، وہ خود کو گھر کے انتظامی امور کا ملکہ سمجھتی ہیں۔ نئے کپڑوں کا انتخاب، گھروں کی زیبائش، عمدہ پکوان کی تیاری اور مصنوعی زیب وزینت کی مصروفیت میں غرق رہتی ہیں ۔ کچھ اللہ کی بندیاں اچھی بھی ہیں مگر نوجوان نسل تو اللہ کی پناہ۔ حد تو اس وقت ہو جاتی ہے جب اجنبی مردوں سے اپنے ہاتھوں پر مہندیاں سجاتی ہیں۔ اللہ کے لئے اپنے مقام کو پہچانو، اپنی عزت کرو، دنیاوی معاملات پر دین کو ترجیح دو اور آخری عشرہ میں شب بیداری کرکے عبادت پر محنت کرو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں آخری عشرہ میں سنت نبوی کی اقتداء کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل وکرم سے شب قدر کی توفیق دے کر اس کی ہر بھلائی سے نواز دے۔ آمین

رمضان کے بعد ہماری عملی زندگی

ایک مقدس، پر بہار اور نیکیوں سے لبریز مہینہ جیسے لگا پل بھر میں ہم سے رخصت ہو گیا۔ اس عظیم الاجر مہینے سے اجتہاد کرنے والا حسب جہد و توفیق نیکیوں سے اپنا دامن بھرتا رہا۔ اب وہ دن نہیں رہے کہ نیکیاں لوٹ سکیں، وہ لمحے رخصت ہو گئے جو رب کو بیحد عزیز تھے۔ مگر یاد رکھیں اللہ تعالی کا کرم عام ہے وہ کبھی سخاوت و کرم کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ مانگنے والے ہمیشہ پاتے رہیں گے، التجا کرنے والے سدا امید بر آ ہوتے رہیں گے۔ یہاں ہمیں سوچنا یہ ہے کہ جب واقعی رب کریم ہے، اس کا کرم عام ہے، اس پر ہمارا ایمان ہے تو پھر اس کے فیض عام سے کیسے ہمیشہ لطف اندوز ہوا جائے؟

ہمیں یاد ہے کہ استقبال رمضان کے لئے ہم نے ایک بہترین لائحہ عمل مرتب کیا تھا۔ وہی لائحہ عمل بعدِ رمضان بھی مرتب کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زندگی کے اوقات آئین اسلام کے مطابق گذرتے رہیں۔ دراصل زندگی میں وہی لوگ ناکام ہوتے ہیں جن کا کوئی لائحہ عمل نہیں ہوتا۔ اسلام کا آئین ہمیں صبح سے شام تک اور رات سے دن تک چوبیس گھنٹے کا ایک دستور دیتا ہے جس کے مطابق بندہ صبح صادق میں ہی بیدار ہو کر رب کی بندگی وذکر کر کے توکل واعتماد کے ساتھ کسب معاش کے لئے اللہ کی زمین میں پھیل جاتا ہے پھر مقدر کی روزی لیکر واپس ہو جاتا ہے۔ سونے سے پہلے بھی رب کی بندگی بجالاتا ہے اور اٹھ کر بھی پہلے رب کی بندگی کرتا ہے پھر زندگی کے لئے سوچتا ہے۔ یہ شب وروز کی اسلامی طرز زندگی انسان کو رب کی رضامندی کے ساتھ دنیا کی خیر و بھلائی سے بھی پوری طرح لطف اندوز ہونے کا موقع میسر کرتا ہے۔

رمضان ہمارے لئے انعام الہی بن کر آیا تھا، وہ اب دوبارہ نصیب ہو پائے گا نہیں کہ یہ رب کی توفیق پہ منحصر ہے لیکن رب کے فرمان میں لکھا ہے، اس کی نعمت ملنے پہ شکر گذاری سے وہ نعمت دوبارہ مل سکتی ہے۔

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم: ۷)

ترجمہ: اور یاد رکھو، تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔

یہ حق بھی ہے کہ نعمت پہ شکر گذاری کریں ورنہ ناقدری سے کفران نعمت کا شکار ہو جائیں گے اور اللہ کی پکڑ کے ساتھ زوال نعمت کے سزاوار ٹھہریں گے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (البقرہ: ۱۵۲)

ترجمہ: لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گااور میرا شکرادا کرو، کفران نعمت نہ کرو۔

نیز فرمان الہی ہے:

مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (النساء:147)

ترجمہ: آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزادے اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو اللہ بڑا قدر دان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے۔

شکر گذاری یہ ہے کہ ہم رب کی حمد و ثنا بیان کریں، اس کی نعمت کی قدر دانی اور عظمت کا احساس ہمیشہ دل میں بسائے رکھیں اور جو جو نعمتیں میسر ہوئیں سب کے بدلے رب کا گن گاتے پھریں۔ شکر گذاری کا سب سے اہم درجہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے رہنا ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُواْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ(الرعد:28)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یادرکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کے ذکر سے مراد اس کی توحید کا بیان ہے جس سے مشرکوں کے دلوں میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے، یا اس کی عبادت، تلاوت قرآن، نوافل اور دعا و مناجات ہے جو اہل ایمان کے دلوں کی خوراک ہے یا اس کے احکام و فرامین کی اطاعت و بجاآوری ہے جس کے بغیر اہل ایمان و تقوی بے قرار رہتے ہیں۔(تفسیر احسن البیان)

اور اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔

اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ(العنكبوت:45).

ترجمہ: جو کتاب اللہ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں۔ یقینا نماز بے

حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

رمضان المبارک کا لائحہ عمل ہمیں اچھی طرح معلوم ہی ہے اسے بس دوام بخشنا ہے۔وہی نماز، اسی طرح نفلی روزے(شش عیدی روزے،عشرہ ذی الحجہ کے روزے،صوم عرفہ، عاشورائے محرم ،ایام بیض، سوموار اور جمعرات کے روزے)،قیام اللیل، دعاومناجات، تسبیح وتہلیل،صدقہ وخیرات، تلاوت وتدبر قرآن، دروس وبیانات کی سماعت،احکام ومسائل کی معرفت اور طاعت وبھلائی پہ محنت ومشقت مسلسل ہوتے رہنا چاہئے۔ ان چیزوں پہ جم جانے اور تسلسل کے ساتھ قائم رہنے کا نام استقامت ہے۔

اپنے لائحہ عمل میں استقامت لے آئیں گے تو رمضان کے فیوض وبرکات سال بھر ملتے رہیں گے۔استقامت ہی ایمان والوں سے مطلوب ہے۔اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ [هود: 112]

ترجمہ: پس اے محمد! تم اور تمہارے وہ ساتھی جو (کفر وبغاوت سے ایمان وطاعت کی طرف)پلٹ آئے ہیں، ٹھیک ٹھیک راہ راست پر ثابت قدم رہو۔

دوسری جگہ ارشاد الہی ہے:

فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ [فصلت: 6]

ترجمہ: تم سیدھے اُسی کا رخ اختیار کرو اور اسی سے استغفار کرو۔

اس وقت زمانہ نہایت پر فتن ہے،ایمان والوں کو اپنا ایمان بچانا اور سنت کے مطابق زندگی گذارنا بہت دشوار ہو گیا ہے۔ صبح میں مومن شام میں کافر ایسا منظر برپا ہو گیا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنْ الدُّنْيَا . (صحيح مسلم:118)

ترجمہ: نیک اعمال کرنے میں جلدی کیا کرو۔ فتنے رات کی تہہ در تہہ تاریکی کی طرح اُمڈتے چلے آئیں گے۔ کئی مومن بھی صبح کے وقت ایمان کی حالت میں ہوں گے اور شام کفر کے عالم میں کریں گے۔ دنیا کی حقیر متاع کے لیے دین کا سودا کرلیں گے۔

ایسے حالات میں دین پہ استقامت ہی ہمارے ایمان کو شر وفساد اور فتنہ زمانہ سے محفوظ کر سکتا ہے۔ مجھے نبی ﷺ کا ایک فرمان یاد آرہا ہے۔

عن سفيان بن عبد الله رضي الله عنه ، قال : قلت : يا رسول الله ، قل لي في الإسلام قولا لا أسأل عنه أحدا غيرك ، قال : قل آمنت بالله ، ثم استقم (رواه مسلم ح :38).

ترجمہ: سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ! مجھے اسلام کی ایک ایسی بات بتلائیں کہ پھر آپ کے بعد کسی سے اس کے متعلق سوال نہ کروں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہو میرا رب اللہ ہے اور اسی پر قائم رہو۔

اگر واقعی ہم استقامت کی راہ اختیار کریں گے تو اللہ تعالی اس کے بدلے ہمیں جنت نصیب کرے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿فصلت: 30﴾

ترجمہ: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔

استقامت سے ہمیں خود بخود برائی سے چھٹکارا ملے گا۔ شیطان ہم سے دور بھاگے گا، کبھی اس کے بہکاوے کا شکار نہیں ہوں گے، اوصاف رذیلہ (غیبت، دھوکہ، عیاری، بدقماشی، بے ایمانی وغیرہ) سے نجات ملے گی، ظلم وبغاوت سے دل میں تنفر پیدا ہوگا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے رمضان المبارک کے فیوض وبرکات سے ہمارا دامن بھر دے ،سابقہ تمام گناہوں سے پاک کر دے،دنیاوآخرت کی بھلائیوں سے مالامال کر دےاور ہمیشہ ہمیں دین پراستقامت نصیب فرمائے ۔آمین

میت کی طرف سے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا

میت کے روزوں کی چند اقسام ہیں۔

پہلی قسم: ایسا میت جس نے قصداً رمضان کا کوئی روزہ ہی نہیں رکھا اور وہ نہ نماز کا پابند رہا ہے اور نہ ہی روزوں کا۔ ایسے مریض کے چھوٹے ہوئے روزوں کی کوئی قضا اور کوئی فدیہ نہیں ہے کیونکہ وہ تارک صلاۃ اور تارک صوم ہے جس کا حکم کافر کا ہے۔

دوسری قسم: ایسا میت جو نماز و روزہ کا پابند ہو (فرضیت صوم وصلاۃ کا قائل ہو) مگر غفلت و سستی کی وجہ سے اس نے رمضان کے چند روزے عمداً چھوڑا ہو صحیح قول کے مطابق اس کے روزوں کی قضا وارثین کے ذمہ ہے۔

تیسری قسم: ایسا میت جو دائمی بیمار ہو یا کبر سنی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو ہر روزہ کے بدلے اسے زندگی میں ہی فدیہ دینا چاہئے تھا مگر اس وقت کسی وجہ سے نہیں دے سکا تو وفات کے بعد اس کے وارثین میت کے مال میں سے ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو نصف صاع اناج صدقہ کرے۔

چوتھی قسم: ایسا میت جسے وفات سے پہلے اچانک رمضان میں مرض لاحق ہو گیا اور اسی مرض میں مبتلا ہو کر وفات پا گیا اسے روزہ قضا کرنے کی مہلت نہیں ملی تو ایسے مریض کی جانب سے وارثین پر نہ روزہ ہے، نہ فدیہ کیونکہ میت معذور ہے خواہ میت سے رمضان کے پورے روزے چھوٹے ہوں یا آخر کے چند۔ یہی حکم حیض ونفاس کی حالت میں چھوٹے روزے اور بعد میں اس کی مہلت نہ پانے کا بھی ہے یعنی قضا کی مہلت نصیب نہ ہوئی وفات ہو گئی۔

پانچویں قسم: ایسا میت جس نے رمضان میں سفر یا بیماری یا حیض یا نفاس یا حمل یا رضاعت یا کسی اور عذر کی وجہ سے چند روزہ چھوڑا ہو اور رمضان کے بعد اس کی ادائیگی کی مہلت ملی مگر کسی وجہ سے قضا نہیں کر سکا تو وفات کے بعد میت کے وارثین میں سے کوئی ایک یا چاہیں تو سبھی مل کر میت کے چھوٹے ہوئے روزے رکھ لیں یہ جائز ومشروع ہے تاہم یہ بات بھی علم میں رہے کہ اگر فدیہ بھی دے دیا جائے تو کفایت کر جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ اگر میت کے رشتہ داروں میں سے کوئی روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنے والا کوئی موجود نہ ہو تو بھی فدیہ دے دیا جائے گا۔

چھٹی قسم: میت کے ذمہ کفارات کے روزے ہوں تو اس کی بھی قضا کی جائے گی۔

ساتویں قسم: میت کے ذمہ نذر کے روزے ہوں تو بلااختلاف اس کی قضا دینی ہوگی۔

آٹھویں قسم: میت کی طرف سے عام نفلی روزے نہیں رکھے جائیں گے یعنی میت کے ایصال ثواب کے لئے نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

نویں قسم: ایسا آدمی جس نے رمضان کا چند دن پایا ان میں روزہ رکھا اور پھر درمیان میں فوت ہو گیا تو فوت ہونے کے وقت سے لیکر رمضان کے اخیر تک جو روزہ میت نہیں رکھ سکا اس کی قضا نہیں ہے کیونکہ میت کے رمضان کے یہ دن پائے ہی نہیں اور رمضان کا روزہ اس کے لئے ہے جو رمضان پائے۔

اوپر آپ نے میت کے روزوں کی نو اقسام کا علم حاصل کیا ان میں سے بعض اقسام ایسی ہیں جن میں میت کی طرف سے روزوں کی قضا ہے اور بعض اقسام میں روزوں کی قضا نہیں ہے۔ اب یہاں یہ بات جان لیں کہ میت کی طرف سے رمضان کے چھوٹے روزوں کی قضا سے متعلق اہل علم کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے، بعض کے نزدیک میت کی طرف سے چھوٹے ہوئے رمضان کے روزوں کی قضا کرنی ہے جبکہ بعض اہل علم نے روزوں کے بجائے فدیہ دینے کی بات کہی ہے۔

دلائل کی روشنی میں میت کی طرف سے چھوٹے ہوئے فرض روزوں کی قضا کا جواز اور اس کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے لہذا چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ کا فرمان ہے : فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ(البقرة:184)

ترجمہ: اور جو کوئی مریض ہو یا پھر مسافر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔

یہ آیت بتلاتی ہے کہ جب آدمی کو چھوٹے روزے کی مہلت (ایام اخر) ملے تو قضا کرے اور مہلت ملنے کی باجود قضا نہ کر سکا تو میت کا ولی قضا کرے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جس میت کو اپنے روزوں کی قضا کی مہلت نہیں ملی اس کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا یا فدیہ وارث پہ نہیں ہے۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: من مات وعليه صيامٌ, صام عنه وليُّه.(صحيح البخاري:1952، صحيح مسلم:1147)

ترجمہ: جو شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمہ روزے تھے تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے گا۔

یہاں ولی سے مراد سرپرست ووارث یعنی باپ، بھائی، بیٹا، چچازاد بھائی یا قریبی رشتہ دار میں سے کوئی بھی ہے۔ یہ حدیث اپنے معنی ومفہوم میں عام ہے جو نذر اور فرض روزوں کو شامل ہے۔اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ میت کے ذمہ اگر نذر کے روزے ہوں تو اس کا وارث قضا کرے گا اختلاف صرف اس میں ہے کہ میت کے فرض روزے جو رمضان کے ہیں اس کی قضا کرے گا کہ نہیں ؟۔

مذکورہ حدیث کی صحت میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ بخاری ومسلم کی ہے۔اسی طرح صحیحین کی یہ روایت بھی دلیل ہے:

جاء رجلٌ إلى النبيِّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ فقال : يا رسولَ اللهِ ! إنَّ أمي ماتت وعليها صومُ شهرٍ . أفأقضيهِ عنها ؟ فقال " لو كان على أمكَ دَيْنٌ ، أكنتَ قاضيهِ عنها ؟ " قال : نعم . قال " فدَيْنُ اللهِ أحقُّ أن يُقضى " .(صحيح مسلم:1148)

ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے ہیں، کیا میں اس کی طرف سے قضا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا اس کی طرف سے تو ادا نہ کرتا، کہاں ہاں۔تو نبی نے کہا کہ اللہ کا قرض قضا کئے جانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

شھر کے لفظ سے غالب گمان یہی ہے کہ سائل نے اپنی ماں کے چھوٹے ہوئے رمضان کے روزے کی بابت ہی سوال کیا ہو کیونکہ رمضان کا روزہ ایک مہینہ کا ہوتا ہے جس کی یہاں صوم شھر سے تعبیر کی گئی ہے۔ان احادیث کے علاوہ مسند احمد کی ایک روایت میں صاف لفظ رمضان کے روزوں کی قضا کا ذکر ہے۔

أتتهُ امرأةٌ فقالت : إنَّ أمي ماتت وعليها صومُ شهرِ رمضانَ أَفَأَقْضِيهِ عنها قال : أرأيتُكِ لو كان عليها دَيْنٌ كنتِ تقضيهِ قالت : نعم قال : فَدَيْنُ اللهِ عزَّ وجلَّ أَحَقُّ أن يُقْضَى(مسند أحمد)

ترجمہ: ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی، میری امی فوت ہوگئی ہیں، ان پر رمضان کے ایک مہینے کے روزے ہیں، کیا میں ان کی طرف سے قضا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتی؟ تو انہوں نے کہا۔ہاں۔آپ نے فرمایا: اللہ تعالٰی کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

بعض محدثین نے رمضان کا لفظ نقل کرنے والوں کی خطا قرار دیا ہے مگر علامہ احمد شاکر نے مسند احمد کی تحقیق میں اس لفظ کو ثابت مانا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔دیکھیں: (المسند، تحقیق احمد شاکر:141/5)

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی وارد میں ہے مگر وہاں رمضان کا لفظ نہیں ہے صوم شہر آیا ہے اور پہلے بتلا چکا ہوں کہ صوم شہر سے بظاہر رمضان ہی مراد ہے۔ اس حدیث سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعہ ہو گا ایک مرتبہ عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا اور دوسری مرتبہ مرد نے سوال کیا ہو۔ اگر رمضان کا لفظ ثابت مان لیا جائے جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے تو پھر اختلاف کی گنجائش ہی نہیں رہتی، مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ میت کے چھوٹے ہوئے رمضان کے فرض روزے قضا کئے جائیں گے۔ متقدمین ومتاخرین علماء میں سے بہت سے اسے موقف کے قائل ہیں مگر بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ میت کی طرف سے رمضان کے روزوں کی قضا کے قائل نہ تھے بلکہ فدیہ دینے کے قائل تھے۔ نیچے ان ادلہ کا جواب دیا جارہا ہے جن سے استدلال کرتے ہوئے میت کی طرف سے فرض روزوں کی قضا کا انکار کیا جاتا ہے۔

مانعین کے چند ادلہ اور ان کے جوابات

پہلی دلیل اور اس کا جواب: "من مات وعلیہ صیامٌ, صام عنہ ولیُّہ" والی روایت نذر سے متعلق ہے جیسا کہ اس روایت کی راویہ حضرت عائشہ سے دوسری حدیث میں رمضان کے روزوں کی قضا کی نفی ہے۔ وہ اثر اس طرح سے ہے: عن عَمرةَ: أنَّ أمَّها ماتَت وعليْها مِن رَمضانَ فقالَتْ لعائشةَ: أقضيهِ عنْها ؟ قالَت: لا، بَل تصدَّقي عنْها مَكانَ كلِّ يومٍ نصفَ صاعٍ على كلِّ مسْكينٍ۔

ترجمہ: عمرہ سے روایت ہے کہ ان کی ماں فوت ہو گئی، اس پر رمضان کے روزے باقی تھے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا میں اپنی ماں کی طرف سے ان کی قضائی دوں؟ آپ نے فرمایا، نہیں، بلکہ ہر روزے کے بدلے کسی مسکین پر ایک صاع گندم صدقہ کر۔

جواب: اولا "من مات" والی روایت نبی ﷺ کا فرمان ہے جو کہ عام ہے نیز اس میں میت کے چھوٹے ہوئے ورزوں کے متعلق قاعدہ بیان کیا جارہا ہے اور دوسری روایت فرمان رسول نہیں ہے بلکہ اثر ہے، اثر پہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی اور اس حیثیت سے بھی ترجیح دی جائے گی کہ یہ ایک صحابیہ کی فہم ہے جو فرمان رسول کے نیچے ہے۔ ساتھ ہی اثر کے متعلق شیخ البانی نے لکھا ہے کہ اس کی سند کو ترکمانی نے صحیح مگر بیہقی اور عسقلانی نے ضعیف کہا ہے اور اس کی دوسری کوئی سند نہیں ہے۔ (احکام الجنائز:215)

دوسری دلیل اور اس کا جواب: حدیث میں ہے کہ میت کی طرف سے کوئی نہ نماز پڑھے اور نہ ہی روزہ رکھے۔

لا يصومُ أحدٌ عن أحدٍ ولا يصلي أحدٌ عن أحدٍ(مشكوة)

ترجمہ: کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

جواب: پہلی بات یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے جیساکہ شیخ البانی نے کہا ہے۔ (تخریج مشکوۃ المصابیح: 1977)دوسری بات یہ ہے کہ بعض محدثین نے موقوفا صحیح کہا ہے جیساکہ مبارک پوری رحمہ اللہ تو اس کے دو جواب ہوں گے۔پہلا جواب یہ ہوگا کہ یہ زندہ آدمی کے متعلق ہے کہ کوئی زندہ آدمی کسی زندہ آدمی کی طرف سے نہ روزہ رکھے اور نہ ہی نماز پڑھے۔دوسرا جواب یہ ہوگا کہ کوئی زندہ آدمی میت کی طرف سے نفل نماز نہ پڑھے اور نفل روزہ نہ رکھے۔

تیسری دلیل اور اس کا جواب: ابن عمر کی رائے یہ ہے کہ میت کی طرف سے رمضان کے روزوں کی قضا نہیں ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينٌ(ترمذی: 6441، ابن ماجه:1757)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن (کے روزے) کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔

جواب: یہ روایت ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔دیکھیں: (ضعیف ابن ماجہ: 347، تخریج مشکاۃ المصابیح:1976،ضعیف الجامع:5853،ضعیف الترمذي:718)

یہاں ایک اہم نقطہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے "باب من مات وعلیہ صیام رمضان قد فرط فیہ" (باب: جس شخص کے ذمے کوتاہی کی وجہ سے رمضان کے روزے باقی ہوں اور وہ قضا ادا کیے بغیر فوت ہو جائے(کے تحت ذکر کیا ہے جبکہ اس روایت میں رمضان کا لفظ نہیں صیام شهر کا لفظ ہے۔اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اوپر ذکر کردہ مسلم شریف کے الفاظ صوم شھر سے مراد رمضان کے روزے ہی ہیں جس کی قضا کا حکم دیا ہے اور یہ حکم نبوی ﷺ ہے اس حکم کے سامنے کسی کی فہم یا قیاس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

چھوتھی دلیل اوراس کاجواب :ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ میت کی طرف سے رمضان کا روزہ قضا نہیں کیاجائے گا،دلیل یہ ہے :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِذَا مَرِضَ الرَّجُلُ فِي رَمَضَانَ، ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصُمْ, أُطْعِمَ عَنْهُ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ, قَضَى عَنْهُ وَلِيُّهُ .(ابوداؤد:2401)

ترجمہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب کوئی شخص رمضان میں بیمار ہوا اور پھر فوت ہو گیا اور روزے نہ رکھ سکا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے،اس پر قضاء نہیں ہے۔اگر اس نے نذر مانی تھی تو اس کا ولی قضاء دے۔

جواب :اس حدیث کو شیخ البانی نے صحیح ابوداؤد میں شمار کیا ہے۔یہ بھی اثر ہے اور ایک صحابی کی اپنی فہم ہے، ظاہر سی بات ہے کہ فرمان رسول کے ہوتے ہوئے کسی قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

اگر مسئلہ یہ ہے کہ کوئی رمضان میں بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں وفات ہو گئی تو اس کی قضا نہیں ہے نہ ہی کفارہ ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا کر دیا گیا ہے،اس اثر میں بھی اسی بات کا ذکر ہے،رہ گئی فدیہ دینے کی بات تو یہ میت کی طرف سے صدقہ شمار ہو گا جو متعدد دلائل سے ثابت ہے۔ان کے علاوہ مزید کچھ اور دلائل پیش کئے جاتے ہیں مگر ان سے استدلال کمزور ہونے اور خوف طوالت کی وجہ سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام اور راجح قول یہ ہے کہ میت کی طرف چھوٹے ہوئے رمضان کے فرض روزے قضا کئے جائیں گے،یہ مسئلہ منصوص اور جائز و مشروع ہے۔نبی ﷺ نے اسے میت کا قرض قرار دیا ہے اور قرض کی ادائیگی اسی شکل میں ادا کرنا اولی ہے جس شکل کا قرض ہے یعنی میت کے ذمہ روزہ کا قرض باقی ہے تو اس کے وارثین روزہ کی قضا دے کر اس قرض کو اتارے۔ساتھ ہی یہ بات بھی اضافہ کرتا ہوں اگر میت کے وارثین میں سے کوئی روزہ نہ رکھ سکے یا نہ رکھنا چاہے یا روزہ رکھنے والا کوئی موجود ہی نہ ہو تو فدیہ ادا کر دیا جائے۔آخری بات یہ جان لیں کہ ایسی کوئی مرفوع حدیث نہیں جس میں کہا گیا ہو کہ رمضان کے روزوں کی قضا نہیں ہے البتہ صحیح مرفوع احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کے چھوٹے ہوئے رمضان کے فرض روزوں کی قضا ہے۔ اس مسئلہ کے ساتھ سب سے اوپر بیان کردہ میت کے روزوں کی اقسام کی بھی دھیان رہے۔